فراز الفتاوی (حصہ 30)

ایک سو شرعی مسائل کا مجموعہ

فتوی 2901 تا 3000

مصنف: ابو البنات فراز عطاری مدنی

نظرِ ثانی: ابو احمد مفتی انس قادری

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی

فہرست

18۔ ایک سلام پھیرتے ہی وضو ٹوٹ گیا
19۔ منکی کیپ پہن کر نماز
20۔ نماز میں بارش کے وقت کی دعا
21۔ چھوٹی بچی بیڈ سے گرنے لگے تو نماز توڑنا
22۔ سجدہ سہو کا ایک سجدہ کیا تو
23۔ دو سنت اور دو نفل ایک سلام سے پڑھنا
24۔ تکبیرِ تحریمہ میں بسم اللہ پڑھنا
25۔ آخری قعدہ کر کے کھڑے ہونے والے امام کو لقمہ
26۔ نیو مسلم کا انگلش میں نماز پڑھنا
27۔ عورت شوہر کے بغیر سسرال آئی تو نماز
28۔ ٹھنڈے علاقوں میں ڈبل کارپیٹ پر سجدہ
29۔ مکروہ وقت میں طواف کے نوافل
30۔ عصر کے بعد مکروہ وقت سے پہلے طواف کے نوافل
31۔ عید کی نماز میں تیرہ تکبیریں
32۔ بحری جہاز میں نمازوں کا حکم

●جنازہ

33۔ کوئی عورت غسلِ میت دینے والی نہ ہو
34۔ جنازے سے آگے چلنا کب بہتر
35۔ ڈاکو نے گولی ماری پھر ہسپتال لے جایا گیا تو غسل
36۔ قبر پر ریکارڈڈ تلاوت

●روزہ

37۔ افطاری کا وقت کب شروع ہوتا ہے
38۔ روزہ میں بار بار مشت زنی کرنا

39۔ پاکستان میں جدہ فلائٹ میں سحری

40۔ ہونٹ کی کھال کھانے سے روزہ

41۔ بیرونِ ملک سے آنے والوں کے تین روزے ہوگئے

● زکوٰۃ / فطرہ

42۔ پلازہ بیچنے کی نیت سے بنایا تو زکوٰۃ

43۔ مالِ وراثت نصاب کی قدر تقسیم نہیں ہوا تو زکوٰۃ لینا

44۔ نابالغ بھائی بہنوں کو زکوٰۃ

45۔ مولا علی کی غیر فاطمی اولاد کو زکوٰۃ

46۔ دیت کا مال جس کو ملا اس کو زکوٰۃ

47۔ کسی جگہ آٹا سستا ہو تو صدقۂ فطر

48۔ جس نے گروی چیز کے بدلے رقم دی اس کا زکوٰۃ لینا

49۔ حاجتِ اصلیہ میں کھانے پینے کی کتنی مقدار شامل ہے

50۔ اپنے ملک میں فطرہ ادا کرکے عید مدینہ میں

51۔ جب ہوں تب دے دینا کہہ کر ادھار دیا تو زکوٰۃ

52۔ زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد شرعی فقیر

53۔ ڈاکٹر کی فیس نہ بھر سکنے پر زکوٰۃ

54۔ جانوروں کے لیے اگائی گئی گھاس پر عشر

55۔ خودرو کیکر کے جنگل پر عشر

● حج / عمرہ

56۔ محرم کا تکیہ منہ پر رکھ کر سونا

57۔ رمی، قربانی و حلق سے پہلے طوافِ زیارہ

58۔ مرحوم کی وصیت کے بغیر حج بدل

59۔ حجِ قران میں ہڈی چھپانے والی جوتی

60۔ طواف میں بیوی کا ہاتھ پکڑنا

61۔ حجِ تمتع میں طوافِ زیارہ کے بعد کی سعی

62۔ محرم کا آئی ماسک لگانا

- **نکاح / طلاق**

63۔ تین طلاقوں کا اقرار

64۔ ہاں کہنے سے نکاح

65۔ اگر کپڑے استری کیے تو میری بیوی نہیں

66۔ باپ کی دوسری بیوی کی بہن سے نکاح

67۔ تین بار لکھا آزاد کیا

68۔ اگر میں نے تمہیں میسج کیا تو تم مجھ پر حرام

69۔ ایک سال میں اپنی بیوی کو طلاق نہ دی تو طلاق طلاق طلاق

70۔ میری بھابھی سے بات کی تو تجھے تین طلاق

71۔ شوہر کا رضاعی باپ نامحرم ہے

72۔ میں نے تجھے قید سے چھوڑ دیا کہنے کا حکم

- **قسم**

73۔ کسی کو نہ دیکھنے کی قسم کھائی پھر تصویر دیکھ لی

- **وقف**

74۔ وقف کے مال سے کاروبار کیا اس کے نفع کا حکم

- **قربانی**

75۔ سال بھر کا راشن قربانی کے نصاب میں شامل نہیں

76۔ قربانی کے جانور کا حصہ بیچنا

77۔ ایک ملک سے دوسرے ملک قربانی

- **خرید و فروخت**

78۔ چاندی خریدنے پر پرچی دینا

79۔ عام پانی میں زم زم ملا کر بیچنا
80۔ ریاض الجنہ کے پرمٹ کی خرید و فروخت
81۔ مال ملائے بغیر کسی کو نفع میں شریک کرنا

• جائز / ناجائز

82۔ گیم کے پیسے دے کر انعام حاصل کرنا
83۔ چمگادڑ حلال ہے
84۔ بیٹے کو سود کی رقم صدقہ کرنا
85۔ کشمیری گھنگرو والی چوڑیاں
86۔ زندگی بھر کی نیکیاں ایصال کرنا
87۔ وزیراعظم اپنا گھر پروگرام
88۔ امتحان ختم ہونے پر یونیفارم پر سیاہی پھینکنا
89۔ ایکریلک نیلز

• وراثت

90۔ بیوی، بیٹا، ماں، والد، بہن میں وراثت
91۔ شوہر، دو بیٹیاں، پوتا
92۔ ایڈوانس فیس لینے والا انتقال کر جائے
93۔ ماں باپ اور بھائی بہنوں میں وراثت
94۔ وصیت نافذ کرنے سے پہلے اخراجات مائنس کرنا

• متفرق

95۔ پتنگ کی ڈور پھرنے سے موت
96۔ اپنا نقصان کسی اور میں ایڈجیسٹ کر کے حکومت سے رقم لینا
97۔ ہوائی فائرنگ کی گولی سے قتل
98۔ مضاربت میں نقصان
99۔ چند افراد کا جانور لے کر حضور علیہ السلام کو نذر کرنا
100۔ وظائف میں رجعت

عقيده

حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری

فتوی نمبر: 2951

سوال: میں ایک مسجد میں نماز پڑھنے گیا وہاں کسی نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کے نبی ایوب علیہ السلام کو ایسی آزمائش آئی کہ ان کے بدن پر کیڑے پر گئے تو مجھے بہت عجیب لگا میں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کتاب میں لکھا ہے اس حوالے سے مجھے فتوی دیں تا کہ میں ان کو سمجھا سکوں؟

سائل: محمد شعیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اللہ کے نبی حضرت ایوب علیہ السلام پر آزمائش ضرور آئی تھی مگر ان کے جسم پر کیڑے نہیں پڑے تھے کیونکہ اللہ کے نبی ایسی کسی بیماری سے محفوظ ہوتے ہیں جو لوگوں کو ان کے قریب آنے سے رکاوٹ بنے، بعض لوگوں نے جو کیڑے والی بات لکھی وہ بالکل غلط ہے۔ مفتی وقار الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”حضرتِ ایوب علیہ السلام کے جسم پر کیڑے پڑنا منقول تو ہے، پر تمام مفسرین نے اسے نقل نہیں کیا ہے بعض تفسیروں میں ایسے واقعات کو لکھ کر ان کی صحّت کے بارے میں یہ لکھ دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں بھی واقعے کے بارے میں شبہ تھا اللہ تعالیٰ انبیاے کرام کو کسی ایسے مرض میں مبتلا نہیں فرماتا جس سے لوگوں کو نفرت ہو لہٰذا جب تک کسی صحیح حدیث سے یہ واقعہ ثابت نہ ہو تب تک اسے بیان کرنا ٹھیک نہیں ہے۔“

(وقار الفتاوی، جلد 1، صفحہ 71، بزم وقار الدین)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

ابوالبنات فراز عطاری مدنی

08 شوال المکرم 1447ھ / 28 مارچ 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن
Fiqhi Masail Group
AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

منصور حلاج سے متعلق اہلسنت کا موقف

فتوی نمبر: 2949

سوال: منصور حلاج سے متعلق اہلسنت کا کیا موقف ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

سائل: اسامہ قادری

حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل تھے، ایک دن اپنی بہن کو جو کہ ان سے بڑی ولیہ تھیں غیبی جام پیتے دیکھا تو کہا میرے لیے بھی چھوڑدو، انہوں نے پیا تو ان کو ہر طرف سے آواز آنے لگی کہ ہمارے راہ میں قتل کیے جانے کا کون زیادہ مستحق ہے تو حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے کہنا شروع کیا کہ میں سب سے زیادہ اس کا حق دار ہوں، لوگوں کو سننے میں آیا کہ میں حق ہوں، لوگ دعوی خدائی سمجھے اس لیے ایسا مشہور ہو گیا۔ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے متعلق سوال ہوا تو ارشاد فرمایا: "حضرت سیدی حسین بن منصور حلاج قدس سرہ جن کو عوام منصور کہتے ہیں، منصور ان کے والد کا نام تھا، اور ان کا اسم گرامی حسین، اکابر اہل حال سے تھے، ان کی ایک بہن ان سے بدرجہا مرتبہ ولایت و معرفت میں زائد تھیں، وہ آخر شب کو جنگل تشریف لے جاتیں اور یاد الٰہی میں مصروف ہوتیں۔ ایک دن ان کی آنکھ کھلی بہن کو نہ پایا، گھر میں ہر جگہ تلاش کیا، پتا نہ چلا، ان کو وسوسہ گزرا، دوسری شب میں قصداً سوتے میں جان ڈال کر جاگتے رہے، وہ اپنے وقت پر اُٹھ کر چلیں، یہ آہستہ آہستہ پیچھے ہولئے، دیکھتے رہے آسمان سے سونے کی زنجیر یاقوت کا جام اُترا اور ان کے دہن مبارک کے برابر آگا، انہوں نے پینا شروع کیا، ان سے صبر نہ ہو سکا کہ یہ جنت کی نعمت نہ ملے بے اختیار کہہ اُٹھے کہ بہن تمہیں اللہ کی قسم کہ تھوڑا میرے لئے چھوڑدو، انہوں نے ایک جرعہ چھوڑدیا، انہوں نے پیا، اس کے پیتے ہی ہر جڑی بوٹی ہر در و دیوار سے ان کو یہ آواز آنے لگی کہ کون اس کا زیادہ مستحق ہے کہ ہماری راہ میں قتل کیا جائے۔ انہوں نے کہنا شروع کیا "اَنَالَاحَق" بیشک میں سب سے زیادہ اس کا زیادہ سزاوار ہوں۔ لوگوں کے سننے میں آیا "اناالحق" (میں حق ہو)، وہ دعوی خدائی سمجھے، اور یہ کفر ہے۔ اور مسلمان ہو کر جو کفر کرے مرتد ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد 26، صفحہ 400)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالبنات فراز عطاری مدنی

08 شوال المکرم 1447ھ / 28 مارچ 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

قادیانی کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز سمجھنا

فتوی نمبر:2958

سوال: ایک شخص سے سوال ہوا کہ کچھ لوگ اپنے آپ کو مسلم کہتے ہیں مگر ان کے عقائد ایسے ہوتے ہیں جیسے یہ احمدی ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟ اس پر اس نے جواب دیا: اگر وہ اللہ کے بتائے ہوئے طریقے پر نماز پڑھ رہے ہیں اس میں انہوں نے کوئی بدعت داخل نہیں کی تو بے تکلف نماز پڑھیں نماز تو آپ کی نماز ہے اس میں جو امامت کی جگہ کھڑا ہے اگر وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو مجھ کو اور آپ کو کیا حق ہے کہ ہم اس کے اسلام کا انکار کریں۔ غامدی کے اس بیان پر کیا حکم شرع ہے؟

سائل: اسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قادیانی قرآن و حدیث کے مسلمات اور آئین پاکستان کی روشنی میں کافر و مرتد ہیں اور ان کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار کرنے والے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار ضروریات دین کا انکار ہے جو کہ صریح کفر ہے۔ <u>لہذا قادیانی کے کفر میں شک کرنے کے سبب وہ شخص مسلمان نہ رہا، چہ جائیکہ قادیانی کے پیچھے نماز کو جائز قرار دیا جائے۔</u> قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ المسلمین من الملل او وقف فیھم او شک" ترجمہ: ہم اس کی تکفیر کرتے ہیں جو مسلمانوں کی جماعت کے علاوہ کی تکفیر نہ کرے یا اس میں توقف کرے یا شک کرے۔ (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، فصل فی بیان ماھو من المقالات، جلد 2، صفحہ 25)

امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو قائل ہو وہ تو مطلقا کافر مرتد ہے اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے لیے مانے۔۔۔۔ لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے جس کی نسبت تمام علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ من شک فی کفرہ فقد کفر (جس نے اس کے کفر میں شک کیا ہو کافر ہو گیا) اسے معاذ اللہ مسیح موعود کیا مہدی یا مجدد یا ایک ادنی درجہ کا مسلمان جاننا درکنار جو اس کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں ادنی شک کرے وہ خود کافر مرتد" (فتاوی رضویہ، جلد 11، صفحہ 517)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

23 شوال المکرم 1447ھ / 12 اپریل 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

اللہ فراموش کر دے گا کہنا کیسا

فتوی نمبر:2998

سوال: میں ایک مقرر کو سن رہا تھا انہوں نے دوران بیان کہا کہ اللہ فرماتا ہے کہ قیامت میں نافرمانوں کو میں فراموش کر دوں گا جس طرح تم نے مجھے بھولا دیا تو اللہ کے لیے فراموش کا لفظ استعمال کرنا کیسا؟

سائل: محمد یوسف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اللہ پاک کے لیے لفظ فراموش کا استعمال جائز نہیں کیونکہ لغت میں فراموش کا معنی بھی بھولنا اور ذہن سے اترنا ہوتا ہے اور اللہ پاک اس سے پاک ہے، اس جگہ پر لفظ "چھوڑنا" استعمال کیا جائے کہ سورہ اعراف آیت 51 میں اسی مضمون کی آیت کے تحت مفسرین نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ اللہ پاک ان کو عذاب میں چھوڑ دے گا۔ لغت کی مشہور آن لائن ایپ ریختہ میں فراموش کے معنی میں لکھا ہے: "یاد کی گرفت سے باہر، ذہن سے اترا ہوا، بھولا ہوا۔" (ریختہ ایپ)

فیروز اللغات میں ہے: "فراموش: بھولا ہوا، یاد سے اترا ہوا۔" (فیروز اللغات، صفحہ 499)

سورہ اعراف آیت 51 کی تفسیر میں امام رازی لکھتے ہیں: "وفی تفسیر هذا النسيان قولان: القول الاول: ان النسيان هو الترك والمعنى: نتركهم فی عذابهم كما تركوا العمل للقاء يومهم هذا۔۔ والقول الثانی: ان معنی ننساهم كما نسوا ای نعاملهم معاملة من نسی" ترجمہ: اس نسیان کی تفسیر میں دو قول ہیں: پہلا یہ کہ نسیان کا معنی چھوڑنا ہے اور معنی یہ ہے کہ ہم ان کو ان کے عذاب میں چھوڑ دیں گے جیسے انہوں نے اس دن کے ملنے کے لیے عمل کو چھوڑ دیا اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا معنی ہے ہم ان کے ساتھ ایسا معاملہ فرمائیں گے جیسے بھولنے والا کرتا ہے۔ (التفسیر الکبیر، جلد 5، سورہ الاعراف، آیت 51، صفحہ 253، مکتبہ علوم اسلامیہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

04 ذوالحجۃ الحرام 1447ھ / 21 مئی 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

حديث

لگا بندھا رزق چھوڑنا

فتوی نمبر: 2960

سوال: کیا ایسی کوئی حدیث پاک ہے کہ اللہ نے اگر کسی کے رزق کا سبب بنایا ہے تو اسے نہ چھوڑے؟ اگر ہے تو اس کا مطلب کیا ہے؟

سائل: عبد القیوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سوال میں ذکر کی گئی حدیث پاک مختلف کتابوں میں موجود ہے۔ چنانچہ ابن ماجہ میں ہے: ”اذا سبب اللہ لاحدکم رزقا من وجہ فلا یدعہ حتی یتغیرلہ او یتنکرلہ“ ترجمہ: جب اللہ تم میں سے کسی کے لیے کسی ذریعہ سے رزق کا سبب بنادے تو وہ اسے نہ چھوڑے یہاں تک کہ سبب بدل جائے یا بگڑ جائے۔ (ابن ماجہ، کتاب التجارات، جلد 2 حدیث 2148)

شرح: ”مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ذریعہ آمدنی کو بلاوجہ بند نہ کرے کہ اس میں رب تعالیٰ کی ناشکری ہے بلکہ اس کی نعمت کا ٹھکرانا ہے، لگی نوکری بندھا کاروبار بلاوجہ مت چھوڑو۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں جو شخص بلاوجہ پچاس روپیہ ماہوار کی نوکری چھوڑ دے گا تو ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ پندرہ روپے کی نوکری تلاش کرے گا پر نہ ملے گی، ہاں اگر قدرتی طور پر بند ہو جائے تو پرواہ نہ کرے کہ اس صورت میں رب تعالیٰ اس سے بہتر دروازہ کھول دے گا۔“ (مرآۃ المناجیح، تجارتوں کا بیان، جلد 4، حدیث 2785)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــہ

ابن اسماعیل حنفی

24 شوال المکرم 1447ھ / 13 اپریل 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

Fiqhi Masail Group

AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

قرب قیامت چاند کا پھولنا

فتوی نمبر: 2991

سوال: کیا ایسی کوئی حدیث ہے کہ قرب قیامت چاند پھول جائے گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

سائل: شاہ زین

کتب احادیث میں یہ روایت ملتی ہے کہ قرب قیامت چاند پھول جائے گا۔ چنانچہ معجم کبیر اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: "قال رسول اللہ ﷺ من اقتراب الساعة انتفاخ الاهلة" ترجمہ: قیامت کی نشانیوں میں سے چاند کا پھولنا بھی ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، باب العین، جلد10، صفحہ198، حدیث10451)

معجم اوسط میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: "حتی یری الھلال لیلتہ فیقال ھو للیلتین" ترجمہ: یہاں تک کہ ایک رات کا چاند دیکھ کر کہا جائے گا وہ دو راتوں کا ہے۔

(المعجم الاوسط، باب المیم، جلد7، صفحہ65، حدیث6864)

علامہ عبد الرووف مناوی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں: "عظمها وهو بالجيم من انتفج جنبا البعير إذا ارتفعا وعظما خلقة وبخاء معجمة وهو ظاهر (طب عن ابن مسعود) قال الهيثمي: وفيه عبد الرحمن بن يوسف ذكر له في الميزان هذا الحديث وقال: إنه مجهول وحديثه غير محفوظ اه و رواه الطبراني في الصغير وزاد وأن يرى الهلال بليلة فيقال لليلتين قال الهيثمي: وفيه عبد الرحمن بن الأزرق الأنطاكي ولم أجد من ترجمه" ترجمہ: عَظَّمَهَا جیم کے ساتھ ہے، یہ اِنْتَفَجَ جَنْبَا الْبَعِيرِ سے ماخوذ ہے، یعنی جب اونٹ کے دونوں پہلو پھول کر اونچے ہو جائیں اور جسمانی ساخت میں بڑے معلوم ہوں۔ اور "بِخَاء" معجمہ (یعنی نقطے والے حرف) کے ساتھ ہے، اور اس کا معنی ظاہر ہے۔ (طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔) علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس سند میں عبد الرحمن بن یوسف ہیں۔ "میزان" میں اس حدیث کا ذکر کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ مجہول ہیں اور ان کی یہ حدیث محفوظ نہیں۔ اور اسے طبرانی نے "الصغیر" میں بھی روایت کیا ہے، اس میں یہ اضافہ ہے: "اور یہ کہ چاند ایک رات کا نظر آئے مگر کہا جائے کہ دو رات کا ہے۔" علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کی سند میں عبد الرحمن بن الأزرق الأنطاکی ہیں، اور مجھے ان کا ترجمہ (حالاتِ زندگی) نہیں ملا۔ (فیض القدیر، حرف المیم، جلد 6، صفحہ 10، حدیث 8231، المکتبۃ التجاریۃ الکبری)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

24 ذو القعدۃ الحرام 1447ھ / 12 مئی 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

طہارت

ہاتھ میں کینولہ ہو تو وضو

فتوی نمبر: 2957

سوال: میں ہسپتال میں ایڈمٹ ہوں اور ہاتھ میں کینولہ ہے اور بار بار ڈرپ لگ رہی ہے اب وضو کے لیے اس کو نکالنا ضروری ہو گا یا نہیں؟

سائل: نیلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

اگر بار بار ڈرپ لگ رہی ہے تو اس صورت میں وضو کے لیے کینولہ اتارنا ضروری نہیں بلکہ ٹیپ وغیرہ کے اوپر سے ہی پانی بہانے سے وضو ہو جائے گا کہ اس صورت میں بار بار کینولہ نکالنے سے تکلیف ہونے کا اندیشہ ہے کیونکہ پھر کینولہ کو جگہ بدل کر لگانا ہو گا جو کہ مریض کے لیے مزید مشقت کا باعث ہو گا لہذا اس صورت میں شریعت کی طرف سے رخصت ہے۔ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "ضرر (یعنی نقصان) کی جگہ بچا کر باقی بدن دھوئے اور اُس موضع (یعنی نقصان والی جگہ) پر مسح کرلے اور اگر وہاں بھی مسح نقصان دے، مگر دوا یا پٹی کے حائل (یعنی اوپر) سے پانی کی ایک دھار بہا دینی مضر نہ ہو گی، تو وہاں اُس حائل ہی پر بہا دے، باقی بدن بدستور دھوئے اور اگر حائل پر بھی پانی بہانا مضر ہو، تو دوا یا پٹی پر مسح ہی کرلے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 1(ب)، صفحہ 617،618)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

20 شوال المکرم 1447ھ / 09 اپریل 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

نماز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

Fiqhi Masail Group

AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

سنت کی نیت سے نماز شروع کر کے فرض میں بدلنا

فتوی نمبر: 2903

سوال: زید مسجد پہنچا تو نماز ہو چکی تھی اس نے سنت کی نیت سے نماز شروع کی تو پیچھے ایک نمازی آگیا زید نے دل ہی دل میں فرض کی نیت کرلی اور پھر چند نمازی اور آگئے تو اب کیا حکم ہے؟

سائل: محمد اشرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

نماز میں نیت شرط ہے اور نیت دل کے ارادے کا نام ہے، نماز جس نیت سے شروع کی جائے اسی کے ساتھ منعقد ہوجاتی ہے اور فقط دل میں کسی اور نماز کی طرف منتقل ہونے کی نیت سے دوسری نماز شروع نہیں ہوتی جب تک نئی نیت کے ساتھ دوبارہ تکبیر تحریمہ نہ کہی جائے، معلوم کی گئی صورت میں آپ کی سنتیں ادا ہوئیں اور پیچھے ادا کرنے والوں کے نفل ادا ہوگئے لیکن فرض کسی کے ادا نہ ہوئے، آپ پر توبہ لازم ہے اور ساتھ ہی ساتھ ہر ایک کو اطلاع کرنا ضروری ہے کہ فرض نماز کی دوبارہ ادائیگی کرلیں۔ در مختار میں ہے: "ولا تبطل بنية القطع ما لم يكبر بنية مغايرة" ترجمہ: نماز توڑنے کی نیت سے نماز نہیں ٹوٹے گی جب تک تبدیلی کی نیت سے تکبیر نہ کہے۔

اس کے تحت شامی میں ہے: " وكذا بنية الانتقال إلى غيرها (قوله: ما لم يكبر بنية مغايرة) بأن يكبر ناويا النفل بعد شروع الفرض وعكسه " ترجمہ: اسی طرح دوسری نماز میں منتقل ہونے کی نیت سے بھی باطل نہیں ہوگی اور ان کا قول جب تک مغائرت کی نیت سے تکبیر نہ کہے، اس طرح کہ فرض شروع کرنے کے بعد نفل کی نیت سے تکبیر کہی یا اس کا عکس کرے۔ (شامی، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 441، دار الفکر)

بہار شریعت میں ہے: "ایک نماز شروع کرنے کے بعد دوسری کی نیت کی، تو اگر تکبیر جدید کے ساتھ ہے، تو پہلی جاتی رہی اور دوسری شروع ہوگئی، ورنہ وہی پہلی ہے، خواہ دونوں فرض ہوں یا پہلی فرض دوسری نفل یا پہلی نفل دوسری فرض۔" (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 3، صفحہ 498)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

05 شعبان المعظم 1447ھ / 25 جنوری 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

ذ کو ز پڑھنے والے قاری کو امام بنانا

فتوی نمبر:2905

سوال: ہمارے پاس تراویح کے لیے ایک قاری صاحب انٹرویو کے لیے آئے وہ ذال میں سیٹی نکالتے تھے جس سے حرف زال بن جاتا ہے اسی طرح ظامیں بھی یہی غلطی تھی ان کو تراویح میں امام رکھنا کیسا؟

سائل: فہیم عطاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

نماز میں اتنی تجوید جس سے ایک حرف دوسرے سے ممتاز ہو جائے فرض ہے، ذ، ز اور ظا میں خاص طور پر فرق رکھنا بہت ضروری ہے، اگر کوئی قاری صاحب ذال کو سیٹی کے ساتھ پڑھتے ہیں اور زال کا مخرج ادا ہوتا ہے تو ایسا کرنا حرام ہے اور اگر کسی جگہ معنی فاسد ہوا تو نماز فاسد ہو جائے گی، لہذا ایسا امام جب تک اپنی غلطی درست نہ کرلے اس کو امام نہ بنایا جائے۔ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "اِس قدر تجوید، جس کے باعث حرف کو حرف سے امتیاز اور تلبیس و تبدیل سے احتراز حاصل ہو، واجباتِ عینیہ و اہم مُہماتِ دینیہ سے ہے۔ آدمی پر تصحیحِ مخارج میں سعیِ تام (یعنی مکمل کوشش) اور ہر حرف میں اُس کے مخرج سے ٹھیک ادا کرنے کا قصد و اہتمام لازم کہ قرآن مطابق ما انزل اللہ تعالیٰ پڑھے۔" (فتاویٰ رضویہ، جلد6، صفحہ 261)

ایک جگہ لکھتے ہیں: "جو حروف و حرکات کی تصحیح اع، ت ط، ث س ص، ح ہ، ذ ز ظ وغیرہا میں تمیز کرے غرض ہر نقص و زیادت و تبدیل سے کہ مفسد معنی ہو احتراز یہ بھی فرض ہے اور علی التفصیل فرائض نماز سے بھی ہے کہ اسکا ترک مفسد نماز ہے جو شخص قادر ہے اور بے خیالی یا بے پروائی یا جلدی کے باعث اسے چھوڑتا ہے یا سیکھے تو آجائے مگر نہیں سیکھتا، ہمارے ائمہ کرام مذہب رضی اللہ تعالی عنہم کے نزدیک اس کی نماز باطل اور اس کی امامت کے بطلان اور اسکے پیچھے اوروں کی نماز فاسد ہونے میں تو کلام ہی نہیں۔" (فتاوی رضویہ، جلد 6، صفحہ 281)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

12 شعبان المعظم 1447ھ / 01 فروری 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

Fiqhi Masail Group

AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

قضا نماز میں پہلی یا آخری کی تعیین

فتوی نمبر: 2909

سوال: ایک شخص پر کافی عصر کی نمازیں قضا تھیں اس نے توبہ کے ساتھ اس کو ادا کرنا شروع کیا مگر وہ نیت میں یہ کہتا کہ عصر کی نماز قضا کی نیت کرتا ہوں پہلی کی تعیین نہیں کرتا تھا تو اب اس کی نمازیں ہوئیں یا نہیں؟

سائل: افضل قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

جب کسی کے ذمہ پر قضا نمازیں ہوں تو زیادہ صحیح قول کے مطابق قضا نماز کی نیت میں نماز اور تاریخ کا متعین کرنا ضروری ہے ورنہ نماز نہیں ہو گی، چونکہ دن اور تاریخ یاد رکھنا مشکل کام ہے اس لیے فقہا نے اس تعیین کے لیے طریقہ یہ ارشاد فرمایا کہ یوں نیت کرے کہ مثلا پہلی فجر جس کی قضا مجھ پر ہے یا آخری فجر جس کی قضا مجھ پر ہے وہ پڑھتا ہوں تو اس طرح دن اور تاریخ معتین ہو جائیں گے۔ معلوم کی گئی صورت میں اگر اس شخص کے دل میں بھی کسی طرح کی تعیین نہیں تھی صرف عصر کی قضا کی نیت کی تو یہ قضا نمازیں نہ ہوئیں، اس کو دوبارہ اوپر بیان کی گئی تفصیل کے ساتھ نیت کر کے ادا کرنی ہوں گی۔ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”ہاں اصح مذہب پر اتنا لحاظ ضرور ہے کہ نماز نیت میں معین مشخص ہو جائے ”ھوالاحوط من التصحیحین“ (دونوں تصحیحوں میں احوط یہ ہے) مثلاً: دس (۱۰) فجریں قضا ہیں، تو یوں گول نیت نہ کرے کہ فجر کی نماز کہ اس پر ایک فجر تو نہیں جو اسی قدر بس ہو، بلکہ تعیین کرے کہ فلاں تاریخ کی فجر، مگر یہ کیسے یاد رہتا ہے اور ہو بھی تو اس کا خیال حرج سے خالی نہیں، لہذا اس کی سہل تدبیر یہ نیت ہے کہ پہلی فجر جس کی قضا مجھ پر ہے، جب ایک پڑھ چکے پھر یوں ہی پہلی فجر کی نیت کرے کہ ایک تو پڑھ لی، اس کی قضا اس پر نہ رہی نو (۹) کی ہے، اب ان میں کی پہلی نیت میں آئے گی، یونہی اخیر تک نیت کی جائے، اسی طرح باقی سب نمازوں میں کہے اور جس سے ترتیب ساقط ہو، جیسے یہی دس یا چھ فجر کی قضا والا پہلی کی جگہ پچھلی بھی کہہ سکتا ہے نیچے سے اوپر کو ادا ہوتی چلی جائے گی۔“ (فتاوی رضویہ، جلد 8، صفحہ 143)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

17 شعبان المعظم 1447ھ / 06 فروری 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

جو صرف پیٹ کے بل لیٹ سکتا ہو اس کی نماز

فتوی نمبر: 2914

سوال: جو شخص سیدھا نہ لیٹ سکتا ہو نہ ہی کروٹ پر لیٹ سکتا ہو صرف پیٹ کے بل لیٹ سکتا ہو کیا وہ اسی حالت میں نماز پڑھے گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سائل: احمد عطاری

جو شخص پیٹھ کے بل نہ لیٹ سکتا ہو نہ ہی سیدھی یا الٹی کروٹ پر لیٹ سکتا ہو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ اس سے نماز ساقط ہے اور اگر یہ حالت چھ وقتوں میں رہی تو ان نماز کی قضا بھی لازم نہیں۔ کنز الدقائق میں ہے: "وان تعذر القعود اوما مستلقیا او علی جنبه والا اخرت" یعنی: اگر مریض کے لیے بیٹھنا نا ممکن ہو جائے تو پیٹھ کے بل لیٹ کر اشارہ کرے یا پھر کروٹ پر (اگر اس پر قادر نہیں) تو نماز کو مؤخر کیا جائے گا۔ (کنز الدقائق، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، صفحہ 184، دار البشائر الاسلامیہ)

تبیین الحقائق میں ہے: "والاستلقاء ان یلقی علی ظهره ویجعل رجلاه الی القبلة وتحت راسه مخدة لیرتفع فیصیر شبه القاعد ویصیر وجهه الی القبلة لا الی السماء وهو افضل لقوله علیه الصلاة والسلام یصلی المریض قائما فان لم یستطع فقاعدا فان لم یستطع فعلی قفاه" یعنی: اور استلقا پیٹھ کے بل لیٹے کو کہتے ہیں اور اپنے پاؤں قبلہ کی طرف کر لے اور سر کے نیچے تکیہ رکھ لے تاکہ سر بلند ہو جائے اور وہ بیٹھنے والے کے مشابہ ہو جائے اور اس کا سر قبلہ کی طرف ہو جائے نہ کہ آسمان کی طرف اور یہ افضل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے کہ مریض کھڑے ہو کر نماز پڑھے پھر اگر استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر پھر اگر استطاعت نہ ہو تو گدی پر۔ (تبیین الحقائق، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، جلد 1، صفحہ 201، المطبعۃ الکبری)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

27 شعبان المعظم 1447ھ / 16 فروری 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

وتر میں امام پر قراءت جہری کرنا واجب ہے

فتوی نمبر: 2923

سوال: رمضان میں وتر جماعت کے ساتھ ہوتے ہیں تو کیا امام پر قراءت جہری کرنا واجب ہے یا اختیار ہے؟

سائل: نوید قریشی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

وتر کی نماز جماعت سے ہو تو امام پر جہری قراءت کرنا واجب ہے۔غنیۃ المتملی میں ہے:" ﴿و﴾ من الواجبات ﴿الجهر﴾ بالقراءة ﴿فيما يجهر﴾ فيه بها كالفجر والجمعة والعيدين واولى المغرب والعشاء وكالتراويح والوتر فان الجهر في جميع ذلك واجب على الامام "یعنی: اور واجبات میں سے قراءت میں جہر کرنا بھی ہے ان میں جن میں جہر کیا جاتا ہے جیسا کہ فجر، جمعہ، عیدین، مغرب اور عشا کی پہلی دو رکعتیں، اور جیسا کہ تراویح اور وتر، تو بے شک ان سب میں امام پر جہر واجب ہے۔ (غنیۃ المتملی شرح منیۃ المصلی، صفحہ 296)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

05 رمضان المکرم 1447ھ / 23 فروری 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

امام کے ساتھ ایک مقتدی ہو اور اس کا وضو ٹوٹ جائے

فتوی نمبر: 2921

سوال: امام کے ساتھ فجر میں ایک مقتدی تھا اس کو وضو ٹوٹ گیا تو وہ وضو کرنے چلا گیا تو امام نے جہری سے سری قراءت شروع کر دی امام کے لیے کیا حکم ہے؟

سائل: راحیل خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

امام نے اگر جان کر سری قراءت کی یا اس کو مسئلہ معلوم نہیں تھا تو اس کی نماز واجب الاعادہ ہوگی اور اگر بھول کر ایسا ہوا اور سجدہ سہو کر لیا تو نماز درست ہو گئی۔ تفصیل یہ ہے کہ جب نماز پڑھانے والے نے امامت کی نیت کے ساتھ تکبیر کہی تو اب امامت کے شرائط اور واجبات کا لحاظ اس پر ضروری ہے اور مقتدی کے بے وضو ہو جانے سے وہ منفرد کی صورت اختیار نہیں کرے گا لہذا جب مقتدی کے چلے جانے پر امام نے سری قراءت کی تو یہ واجب کا ترک ہوا۔ مقتدی کے بے وضو ہونے پر امام پر منفرد والا حکم نہیں آئے گا اس کی نظیر یہ مسئلہ جو کتب فقہ میں ہے، الفاظ عالمگیری کے ہیں: "اذا کبر الامام ومعہ قوم متوضون فلم یکبروا معہ حتی احدثوا ثم جاء اخرون وذھب الاولون جاز استحسانا" یعنی: جب امام تکبیر کہے اور اس کے ساتھ کچھ لوگ باوضو ہوں اور وہ امام کے ساتھ تکبیر نہ کہیں یہاں تک کہ وہ بے وضو ہو جائیں پھر دوسرے لوگ آ جائیں اور پہلے چلے جائیں تو جمعہ استحسانا صحیح ہے۔

(عالمگیری، کتاب الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 148)

بہار شریعت میں ہے: "فجر و مغرب و عشا کی دو پہلی میں اور جمعہ و عیدین و تراویح اور وتر رمضان کی سب میں امام پر جہر واجب ہے"

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 3، صفحہ 545)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

05 رمضان المکرم 1447ھ / 23 فروری 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

Fiqhi Masail Group

AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

جس کا اقامہ ختم ہو گیا اس کی نمازیں

فتوی نمبر: 2917

سوال: اگر کسی کا عرب شریف کا اقامہ دو سال پہلے ختم ہو چکا تھا اس وقت مثلاً وہ تبوک میں تھا پھر وہ مختلف شہروں میں رہا تو جب تک اس کا اقامہ تجدید نہیں ہو تا وہ کون سی نمازیں پڑھے گا؟

سائل: الفنار خامس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

اولا تو یہ یاد رکھیں کہ اقامہ ختم ہونے کے بعد اس طرح کسی ملک میں رہنا غیر قانونی ہے اور ایسے ملکی قانون پر عمل کرنا شرعا ضروری ہے، بہر حال اگر کوئی شخص اقامہ ختم ہونے کے بعد اسی جگہ رہے جہاں وہ مقیم تھا تو اقامہ ختم ہونے سے اس کی اقامت ختم نہیں ہو گی بلکہ وہ مقیم ہی رہے گا اور پوری نمازیں ادا کرے گا، البتہ اگر وہ وہاں سے سفر شرعی کر لے یعنی شہر کی آبادی سے کم از کم 92 کلو میٹر کے ارادے سے سفر کر لے تو اب جہاں بھی وہ جائے گا وہ مسافر ہی رہے گا اگرچہ لوٹ کر واپس اسی جگہ آجائے جہاں پر مقیم تھا اگرچہ پندرہ دن کی نیت کر بھی لے کیونکہ غیر قانونی رہنے کی وجہ سے اس کی اقامت کی نیت معتبر نہیں ہو گی کہ کبھی بھی اس کو وہاں سے ڈی پورٹ کیا جا سکتا ہے۔ امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں: "عمرے کے وِیزے پر جاکر غَیر قانونی طور پر حج کیلئے رُکنے یا دنیا کے کسی بھی ملک میں visa کی مُدّت پوری ہونے کے بعد غیر قانونی رہنے کی جن کی نیّت ہو وہ ویزا کی مدّت ختم ہوتے وقت جس شہر یا گاؤں میں مُقیم ہوں وہاں جب تک رہیں گے اُن کیلئے مُقیم ہی کے اَحکام ہوں گے اگرچِہ برسوں پڑے رہیں۔ البتّہ ایک بار بھی اگر 92 کلو میٹر یا اِس سے زیادہ فاصلے کے سفر کے ارادے سے اُس شہر یا گاؤں سے چلے تو اپنی آبادی سے باہَر نکلتے ہی مسافِر ہو گئے اور اب اُن کی اِقامت کی نیّت بے کار ہے۔ مَثَلاً کوئی شخص پاکستان سے عُمرے کے VISA پر مکّۃ المکرّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعۡظِیۡماً گیا، VISA کی مُدّت ختم ہوتے وَقت بھی مکّہ شریف ہی میں مُقیم ہے تو اُس پر مُقیم کے احکام ہیں۔ اب اگر مَثَلاً وہاں سے مدینۃُ المنوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعۡظِیۡماً آگیا تو چاہے برسوں غیر قانونی پڑا رہے، مسافِر ہی ہے، یہاں تک کہ اگر دوبارہ مکّۃ المکرّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعۡظِیۡماً آجائے پھر بھی مسافِر رہے گا، اس کو " نمازِ قَصر " ہی ادا کرنی ہو گی۔ ہاں دوبارہ VISA مل جانے کی صورت میں اِقامت کی نیّت کی جا سکتی ہے۔" (رفیق الحرمین، صفحہ 329)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

27 شعبان المعظم 1447ھ / 16 فروری 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

الجواب صحیح

مفتی محمد انس رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن
Fiqhi Masail Group
AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

رکعتوں کی تعداد دکھانے والا جائے نماز

فتوی نمبر: 2926

سوال: آج کل ایسے جائے نماز آئے ہیں جس میں سینسر لگا ہوتا ہے اور ساتھ ایک ڈیوائس ہوتی ہے جو ساتھ میں رکھی ہوتی ہے وہ ہمیں ہمارے سجدوں اور رکعتوں کی تعداد دکھاتا ہے تو ایسے جائے نماز پر نماز ادا کرنا کیسا بالخصوص جو بڑی عمر کی وجہ سے رکعتوں کی تعداد یاد نہیں رکھ پاتے؟

سائل: ام بلال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

سوال میں ذکر کیے جائے نماز پر اگر سجدہ صحیح ادا ہوتا ہے یعنی پیشانی جم جاتی ہے اور مزید دبانے سے نہیں دبتی تو نماز تو صحیح ہو جائے گی البتہ نماز میں قصداً اسی تحریر کو دیکھ کر سمجھنا، نماز کے آداب کے خلاف ہے لیکن اگر مجبوری ہو مثلاً کسی کو نماز کی رکعتیں یاد ہی نہ رہتی ہوں تو حرج نہیں اور صرف دیکھنے اور سمجھنے سے بہر صورت نماز فاسد نہیں ہوگی۔ مراقی الفلاح میں ہے:" لو نظر المصلی إلی مکتوب وفهمه سواء کان قرآنا أو غیرہ قصد الاستفهام أو لا أساء الأدب ولم تفسد صلاته لعدم النطق بالكلام "یعنی: اگر نمازی نے کسی مکتوب کی طرف نظر کی اور اس کو سمجھا چاہے وہ قرآن ہو یا کچھ اور چاہے سمجھنے کا ارادہ کیا ہو یا نہیں تو بے ادبی کی لیکن زبان کی ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوئی۔

(مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ، صفحہ 125، المکتبۃ العصریہ)

فتاوی نوریہ میں ہے: "فقہائے کرام نے تصریح فرمائی کہ مریض غلبۂ مرض کے سبب رکوع و سجود اور رکعتوں کا خیال نہ رکھ سکے تو اگر کسی کو نماز شروع کرنے سے پہلے پاس بٹھا لے کہ اسے ساتھ ساتھ بتاتا جائے۔ پھر اس کے بتانے کے ساتھ نماز پوری کر لے تو اس کی نماز جائز ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔ یہ بھی واضح ہوا کہ نمازی اگر کسی ایسے ذریعے سے مطلع ہوا جو غیر انسان ہے جیسے ستارے وغیرہ سے نماز میں ہی سمت قبلہ کا علم آنے سے اپنی غلطی پر مطلع ہوا یا آنکھوں سے نظر آیا کہ امام کی مخالفت کر رہا ہے تو پھر بھی اس پر لازم ہے کہ اپنی نماز کی اصلاح کرے اور یہ جائز نہیں کہ اپنی غلطی پر اڑا رہے"

(فتاوی نوریہ، جلد1، صفحہ 389، 390)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

07 رمضان المکرم 1447ھ / 25 فروری 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن
Fiqhi Masail Group
AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

نابینا امام کا الیکٹرانک مصحف سے قراءت کرنا

فتوی نمبر:2928

سوال: ایک ملک کی مسجد میں نابینا امام الیکٹرانک ڈیوائس کو ٹچ کر کے قراءت کر رہا ہے تو کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

سائل: محمد شبیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

امام کا ڈیوائس کو ٹچ کر کے قراءت کرنا احناف کے نزدیک عمل کثیر ہونے کے سبب نماز کو توڑ دے گا کیونکہ ایک تو اس میں تلقن من الخارج ہے یعنی خارج سے تعلیم لے کر پڑھنا اور دوسرا جس انداز میں وہ ڈیوائس کو بار بار ٹچ کر رہا ہے اس سے دیکھنے والے کو گمان غالب یہ ہوتا ہے کہ یہ نماز میں نہیں اور یہ دونوں صورتیں عمل کثیر کی ہیں اور عمل کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ در مختار میں ہے: "﴿وقراءته من مصحف﴾ای: مافیه قرآن﴿مطلقا﴾لانه تعلم"یعنی:اور نمازی کا مصحف سے قراءت کرنا یعنی جس میں قرآن ہے مطلقا مفسد نماز ہے کیونکہ یہ تعلیم حاصل کرنا ہے۔

اس کے تحت شامی میں ہے:" ذکروا لابی حنیفة فی علة الفساد وجهین ، احدهما ان حمل المصحف والنظر فیه وتقلیب الاوراق عمل کثیر، والثانی انه تلقن من المصحف فصار کما اذا تلقن من غیره"یعنی:فقہا نے فاسد کی علت میں امام اعظم کے حوالے سے دو باتوں کو ذکر فرمایا، ایک یہ کہ مصحف کو اٹھانا اور اس میں نظر کرنا اور اوراق کو پلٹنا عمل کثیر ہے اور دوسرا یہ مصحف سے سیکھنا ہے تو یہ ایسا ہو جائے گا جیسا کہ اپنے غیر سے سیکھنا۔ (شامی، کتاب الصلاۃ، جلد2، صفحہ 463، دار المعرفہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالبنات فراز عطاری مدنی

11 رمضان المکرم 1447ھ / 01 مارچ 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

امام پہلی دو رکعتوں میں سورت بھول گیا

فتوی نمبر: 2948

سوال: اگر امام عشا کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا بھول گیا تو کیا تیسری اور چوتھی میں پڑھنا واجب ہے؟ اگر ہے تو امام پر جہر لازم ہو گا یا سر؟

سائل: غلام حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اگر کوئی شخص فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا بھول گیا اور اس کو دوسری رکعت کے سجدے کے بعد یاد آیا تو چار رکعت والی نماز میں تیسری اور چوتھی رکعت میں سورت ملانا واجب ہے اور سورت سے پہلے سورہ فاتحہ بھی پڑھے اور دونوں جہر سے پڑھے، **امام پر اس صورت میں جہر کرنا واجب ہے۔** فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورت بھول جانے کے سبب آخر میں سجدہ سہو بھی لازم ہو گا۔ در مختار میں ہے: ”﴿ولوترك سورة اوليى العشاء﴾ مثلا ولو عمدا ﴿قراها وجوبا﴾ وقيل ندبا ﴿مع الفاتحة جهرا في الاخريين﴾ لان الجمع بين جهر و مخافتة في ركعة شنيع، ولو تذكرها في ركوعه قراها واعاد الركوع“ یعنی: اور اگر عشا کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ترک کر دی تو اس کو تیسری اور چوتھی میں پڑھنا واجب ہے اور کہا گیا کہ مستحب ہے ساتھ فاتحہ بھی پڑھے اور یہ جہر سے پڑھے کیونکہ ایک رکعت میں جہر اور سر کو جمع کرنا برا ہے اور اگر رکوع میں سورت یاد آجائے تو واپس آکر سورت ملائے اور رکوع کا اعادہ کرے۔

قیل ندبا کے تحت شامی میں ہے: ”اشار الی ان الاصح الوجوب“ یعنی: قیل سے اس طرف اشارہ ہے کہ اصح وجوب ہے۔

مع الفاتحہ کے تحت ہے: ”ان الفاتحة واجبة ايضا“ یعنی: فاتحہ بھی واجب ہے۔ (شامی، کتاب الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 310، 311، دار المعرفہ)

اسی طرح کی عبارت شرح غرر میں بھی ہے جس میں جہرا کے تحت ہے: ”قيد في القراءة وهو واجب في حق الامام“ یعنی: قراءت میں قید ہے اور وہ امام کے حق میں واجب ہے۔ (درر الحکام شرح غرر الحکام، کتاب الصلاۃ، فصل فی الامامۃ، جلد 1، صفحہ 82، دار احیاء الکتب)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

08 شوال المکرم 1447ھ / 28 مارچ 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

Fiqhi Masail Group

AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

ایک سلام پھیرتے ہی وضو ٹوٹ گیا

فتوی نمبر: 2946

سوال: اگر کسی نے ایک طرف سلام پھیرا ہی تھا اور اس کا وضو ٹوٹ گیا تو کیا حکم ہے؟

سائل: صدام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اگر کسی نے ایک طرف سلام پھیرا اور اس کو وضو ٹوٹ گیا تو وہ بنا کی شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے وضو کر کے دوبارہ یہیں سے واپس نماز شروع کر کے دوسری طرف سلام پھیر لے تو اس کی نماز ہو جائے گی اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو یہ نماز دوبارہ پڑھنا واجب ہے کیونکہ دونوں طرف لفظ السلام کہنا واجب ہے اور یہاں واجب قصداً چھوڑا لھذا اعادہ واجب ہے۔ بہار شریعت میں ہے: ”بنا کے لیے تیرہ (۱۳) شرطیں ہیں، اگر ان میں ایک شرط بھی معدوم ہو، بنا جائز نہیں۔ (۱) حدث مُوجب وُضو ہو۔ (۲) اُس کا وجود نادر نہ ہو۔ (۳) وہ حدث سماوی ہو یعنی نہ وہ بندہ کے اختیار سے ہو نہ اس کا سبب۔ (۴) وہ حدث اس کے بدن سے ہو۔ (۵) اس حدث کے ساتھ کوئی رکن ادا نہ کیا ہو۔ (۶) نہ بغیر عذر بقدر ادائے رکن ٹھہرا ہو۔ (۷) نہ چلتے میں رکن ادا کیا ہو۔ (۸) کوئی فعل منافی نماز جس کی اسے اجازت نہ تھی، نہ کیا ہو۔ (۹) کوئی ایسا فعل کیا ہو جس کی اجازت تھی، تو بغیر ضرورت بقدر منافی زائد نہ کیا ہو۔ (۱۰) اس حدث سماوی کے بعد کوئی حدث سابق ظاہر نہ ہوا ہو۔ (۱۱) حدث کے بعد صاحبِ ترتیب کو قضا نہ یاد آئی ہو۔ (۱۲) مقتدی ہو تو امام کے فارغ ہونے سے پہلے، دوسری جگہ ادا نہ کی ہو۔ (۱۳) امام تھا تو ایسے کو خلیفہ نہ بنایا ہو، جو لائق امامت نہیں۔“ (بہار شریعت، جلد1، حصہ 3، صفحہ 595،596)

اسی میں ہے: ”لفظ السلام دو بار (واجب ہے) اور لفظ علیکم واجب نہیں۔ (بہار شریعت، جلد1، حصہ 3، صفحہ 518)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

05 شوال المکرم 1447ھ / 25 مارچ 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

منکی ٹوپی (monkey cap) میں نماز

فتوی نمبر: 2950

سوال: منکی ٹوپی (monkey cap) میں نماز پڑھنا کیسا؟

سائل: عبد الہادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

Monkey cap سے اگر ناک اور منہ کو چھپایا تو اس حالت میں نماز مکروہ تحریمی ہے، اسی طرح پیشانی پر ٹوپی ہونے کے سبب اگر سجدہ ادا نہ ہوتا ہو تو بھی اس میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں لہذا اس میں نماز پڑھنی ہو تو چہرے اور ناک سے ٹوپی ہٹا دی جائے اسی طرح پیشانی کو بھی کھلا رکھنا بہتر ہے البتہ سجدہ درست ادا ہو جاتا ہو تو پیشانی پر ہونے سے نماز ہو جائے گی البتہ بلا عذر پیشانی چھپانا مکروہ تنزیہی ہے۔ شامی میں ہے: "یکرہ التلثم وھو تغطیۃ الأنف والفم فی الصلاۃ" یعنی: نماز میں تلثم یعنی ناک اور منہ کو چھپانا مکروہ ہے۔ (شامی، کتاب الصلاۃ، جلد 1 صفحہ 652، دار الفکر)

بحر الرائق میں ہے: "کان القوم یسجدون علی العمامۃ والقلنسوۃ فدل ذلک علی الصحۃ، وإنما کرہ لما فیہ من ترک نہایۃ التعظیم ۔۔۔۔۔ وظاھر أن الکراھۃ تنزیھیۃ" یعنی: لوگ عمامے اور ٹوپی پر سجدہ کرتے تھے تو یہ صحیح ہونے کی دلیل ہے اور محض اس میں ترک تعظیم کے سبب کراہت ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے۔

(بحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، آداب الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 337، دار الکتاب الاسلامی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

08 شوال المکرم 1447ھ / 28 مارچ 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن
Fiqhi Masail Group
AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

نماز میں بارش کی دعا

فتوی نمبر: 2955

سوال: نماز کے دوران اگر بادل گرجنے کی آواز آئی اور زبان سے بارش کی دعا نکل گئی تو نماز کا کیا حکم ہو گا؟

سائل: بنت غلام یسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

نماز کے دوران اگر بارش کی دعا پڑھ لی تو نماز فاسد نہیں ہو گی کیونکہ نماز میں ایسی دعا مانگنا جس کا سوال بندوں سے نہیں ہو سکتا، نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ عالمگیری میں ہے: "ان دعا بما يستحيل سؤاله من العباد مثل العافية و المغفرة و الرزق بان قال اللهم ارزقني الحج او اغفر لي لا تفسد" ترجمہ: اگر ایسی چیز کے ساتھ دعا کی جس کا سوال بندوں سے کرنا محال ہے جیسے عافیت، مغفرت اور رزق کی مثلا کہا اے اللہ مجھے حج کی سعادت دے، یا میری مغفرت کر دے تو نماز فاسد نہیں ہو گی۔ (عالمگیری، کتاب الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 100)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

18 شوال المکرم 1447ھ / 07 اپریل 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن
Fiqhi Masail Group
AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

چھوٹی بچی بیڈ سے گرنے لگے تو نماز توڑنا

فتوی نمبر: 2963

سوال: میری چھ مہینے کی بیٹی بستر سے گرنے والی تھی میں نماز میں تھی اللہ کا شکر وہ گری نہیں مگر میرے شوہر نے مجھے کہا کہ ایسے موقع پر نماز توڑ سکتے ہیں تو کیا واقعی توڑ سکتے ہیں؟

سائل: نعیمہ اختر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اگر کوئی چھوٹا بچہ بستر سے گرنے والا ہو اور نمازی کو گمان غالب ہو جائے کہ گرنے کے سبب بچے کی جان خطرے میں پڑ جائے گی یا سخت تکلیف پہنچے گی اور بچانے والا دوسرا کوئی نہ ہو تو اس صورت میں نماز توڑنا جائز ہے بلکہ ایسی صورت میں نمازی بچانے پر قادر ہو تو نماز توڑ دینا واجب ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے:"وكذا الاجنبي اذا خاف أن يسقط من سطح أو تحرقه النار أو يغرق في الماء واستغاث بالمصلي وجب عليه قطع الصلاة"یعنی: اور اسی طرح اگر کسی اجنبی کے بارے میں خوف ہو کہ وہ بلندی سے گر جائے گا، یا آگ اسے جلادے گی یا وہ پانی میں ڈوب جائے گا اور وہ نمازی سے فریاد کر رہا ہو تو نمازی پر نماز کو توڑ دینا واجب ہے۔

(عالمگیری، باب فیما یفسد الصلاۃ و یکرہ فیھا، جلد 1، صفحہ 121، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

24 شوال المکرم 1447ھ / 13 اپریل 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

سجدہ سہو میں ایک سجدہ کیا تو کیا کرے

فتوی نمبر: 2967

سوال: اگر کسی پر سجدہ سہو واجب تھا اور اس نے بھول کر سجدہ سہو کا ایک ہی سجدہ کیا اور نماز مکمل کی تو کیا حکم ہے؟

سائل: عبدالوحید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اگر کسی نے سجدہ سہو کا ایک سجدہ کیا اور سلام پھیر لیا تو جب تک منافی نماز عمل نہ کیا ہو وہ باقی رہ جانے والا ایک سجدہ کرے اور تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے اس کی نماز درست ہو جائے گی اور اگر منافی نماز عمل کر لیا تو نماز مکروہ تحریمی ہوئی، اس نماز کا اعادہ واجب ہے۔ عالمگیری میں ہے: "السهو في سجود السهو لا يوجب السهو" یعنی: سجدہ سہو میں سہو سجدہ سہو کو لازم نہیں کرتا۔ (عالمگیری، جلد 1، کتاب الصلاۃ، صفحہ 130)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

28 شوال المکرم 1447ھ / 17 اپریل 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن
Fiqhi Masail Group
AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

دو سنت اور دو نفل ایک سلام سے پڑھنا

فتوی نمبر: 2966

سوال: ظہر کی سنتیں اور نفل ایک ہی سلام سے پڑھنے سے سنتیں اور نفل ہو جائیں گی یا سب نفل ہوں گی؟

سائل: زبیر عطاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر کسی شخص نے فرضوں کے بعد والی دو سنتیں اور نفل ایک سلام سے پڑھی تو دو سنتیں اور دو نفل ہو جائیں گے مگر بہتر یہی ہے کہ دو دو کر کے پڑھی جائے۔ فتاوی امجدیہ میں عشا کے فرض کے بعد دو سنتیں اور دو نفل ایک سلام کے ساتھ پڑھنے سے متعلق ہے: ”بہتر یہ ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیر دے، اگر سلام نہ پھیرا اور دو رکعتیں اور ملا لیں، جب بھی نماز ہو گئی، یعنی سنت مؤکدہ اور نفل دونوں ادا ہو گئی۔“ (فتاوی امجدیہ، جلد1، صفحہ 234، مکتبہ رضویہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

28 شوال المکرم 1447ھ / 17 اپریل 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

تکبیر تحریمہ میں بسم اللہ پڑھنا

فتوی نمبر: 2975

سوال: اگر تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کی جگہ منہ سے بسم اللہ الرحمن الرحیم نکل گیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

سائل: محمد اقبال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اگر تکبیر تحریمہ میں کسی نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا تو نماز شروع ہی نہیں ہو گی کیونکہ یہ خالص تعظیم کے لیے نہیں بلکہ برکت حاصل کرنے کے لیے ہے۔ تبیین الحقائق میں ہے: "ولو قال بسم الله الرحمن الرحيم لا يصير شارعا لانه للتبرك فكانه قال اللهم بارك لی" یعنی: اور اگر بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا تو نماز شروع کرنے والا نہیں ہو گا اس لیے کہ یہ تبرک کے لیے ہے گویا کہ اس نے کہا اے اللہ مجھے برکت دے۔ (تبیین الحقائق، کتاب الصلاۃ، فصل الشروع فی الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 110، المطبعۃ الکبری)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

06 ذو القعدۃ الحرام 1447ھ / 24 اپریل 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

آخری قعدہ کر کے کھڑا ہونے والے امام کو لقمہ

فتوی نمبر: 2978

سوال: امام صاحب آخری قعدہ میں درود پڑھ رہا ہو کہ مقتدی نے اللھم کہا اور امام کو لگے کہ لقمہ دیا ہے وہ پانچویں کے لیے کھڑا ہونے لگے کہ دوسرے مقتدی لقمہ دیں تو امام سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے بیٹھ جائے اور سجدہ سہو بھی نہ کرے تو نماز کا کیا حکم ہو گا؟

سائل: افروز عالم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

آخری قعدہ کرنے کے بعد امام اگر پانچویں کے لیے کھڑا ہو تو مقتدیوں کا لقمہ دینا درست ہے، اس صورت میں اگر امام بیٹھنے کے قریب تھا یعنی بدن کا نچلا آدھا حصہ سیدھا نہ تھا بلکہ اس میں خم تھا تو اس صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں تھا لہذا نماز درست ہو گئی، لیکن اگر امام قیام کے قریب ہو چکا تھا یعنی نچلا آدھا حصہ سیدھا تھا مگر پیٹھ میں خم تھا تو اس صورت میں سجدہ سہو واجب تھا اور امام نے سجدہ سہو نہیں کیا لہذا اس کی اور اس جماعت میں موجود مقتدیوں کی نماز واجب الاعادہ ہوئی۔ امام مقتدی کے اللھم کہنے پر جو اٹھا یہ دراصل لقمہ لینا نہیں بلکہ امام کی غلط فہمی تھی اس لیے نماز فاسد نہیں ہو گی۔ فتاوی فیض الرسول میں ہے: "(امام اگر) قعدہ اخیرہ میں بھول کر سیدھا کھڑا ہو جائے یا کھڑے ہونے کے قریب ہو جائے یعنی بدن کا نصف زیریں سیدھا اور پیٹھ میں خم باقی رہے کہ مقتدی کے لقمہ دینے پر یا خود بیٹھ جائے تو قعدہ اخیرہ کی ادائیگی میں تاخیر کے سبب سجدہ سہو ضروری ہے۔" (فتاوی فیض الرسول، جلد 1، صفحہ 389، شبیر برادرز)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

09 ذوالقعدۃ الحرام 1447ھ / 27 اپریل 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

نیو مسلم کا انگلش میں نماز پڑھنا

فتوی نمبر: 2977

سوال: ایک شخص نیا مسلمان ہوا ہے اس کو نماز نہیں آتی سیکھ رہا ہے کیا وہ انگلش میں نماز پڑھ سکتا ہے؟

سائل: گلزار احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

سب سے پہلے تو یہ بات یاد رکھی جائے کہ جو شخص قرآن مجید کا عربی متن پڑھنے پر قادر نہیں مثلا کوئی نیا مسلمان ہوا اور عموماوہ قرآن پڑھنے سے عاجز ہوتے ہیں تو ان پر نماز میں قراءت فرض نہیں رہتی، ایسے افراد اگر قراءت میں خاموش رہیں تو بھی ان کی نماز درست ہے لیکن چونکہ نبی پاک ﷺ نے ایسے ایک شخص کو نماز میں ذکر اللہ کا حکم دیا لہذا فقہا نے فرمایا کہ خاموش رہنے سے بہتر ذکر اللہ ہے، اب چونکہ نیا مسلمان عربی میں ذکر اللہ بھی نہیں کر سکتا لہذا اگر وہ نماز کا کسی اور زبان میں ترجمہ پڑھ لے تو بھی اس کی نماز درست ہے لیکن یہ ترجمہ پڑھنا قراءت نہیں بلکہ یہ ذکر اللہ کے قائم مقام ہے، اسی طرح نماز کے دیگر اذکار بھی انگلش میں پڑھ سکتا ہے۔ یہاں یہ بات رہے کہ ایسے افراد کو عارضی طور پر شریعت نے رخصت دی ہے اور ساتھ ہی ساتھ مستقل کوشش کر کے قرآن کو سیکھنے کا حکم بھی دیا ہے، لہذا ان کو چاہیے کہ وہ جلد سیکھ کر مکمل نماز عربی میں پڑھیں۔ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اس نظم عربی پر قادر نہ ہو تو وہ غیر عربی میں پڑھ سکتا ہے نہ اس وجہ سے کہ اس نے قرآن پڑھا بلکہ بوجہ امی ہونے کے اس پر قراءت فرض نہیں وہ بجائے قرءت جو کچھ ذکر کر لیتا کافی ہوتا۔ اور جبکہ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا تو اگرچہ قرآن نہیں مگر دوسری زبان میں قرآن کا مطلب ہے، لہذا ایسے کا پڑھنا کافی ہو گا۔

اس کے تحت مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "اسلئے کہ ترجمہ قرآن کریم ذکر الہی ہے۔ جسے قرآن مجید کی کوئی آیت یاد نہیں اسے نماز میں بقدر قراءت مفروضہ کھڑا رہنا فرض ہے اور بقدر قراءت واجبہ کھڑا رہنا واجب اس وقت چپ کھڑے رہنے سے بہتر ہے کہ ذکر کرے۔ یہ ذکر تسبیح و تہلیل ہو یا کچھ اور اور اس صورت خاص میں اس نے اگر قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا تو اس کی اجازت دی ہے۔" (فتاوی امجدیہ مع حاشیہ، جلد 1، صفحہ 96،97)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

09 ذو القعدۃ الحرام 1447ھ / 27 اپریل 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن
Fiqhi Masail Group
AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

عورت شوہر کے بغیر سسرال آئی تو نماز

فتوی نمبر:2980

سوال: ایک عورت کا سسرال کراچی میں ہے مگر وہ کافی سالوں سے شوہر کے روزگار کے سلسلے میں سعودی عرب میں مقیم ہے مگر کراچی کو ترک نہیں کیا ابھی وہ کسی کے انتقال پر کراچی 5 دنوں کے لیے آرہی ہے تو کون سی نماز پڑھے گی؟

سائل: ام علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

وہ خاتون قصر نماز پڑھے گی۔ تفصیل یہ ہے کہ بیوی جس کا مہر معجل شوہر کے ذمہ نہ ہو؛ مقیم ہونے میں اس کی اپنی نیت کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا بلکہ وہ شوہر کی نیت کے تابع ہوتی ہے، بیوی سسرال میں پوری نماز شوہر کے تابع ہونے کی وجہ سے پڑھتی ہے، وہ چونکہ موجود نہیں اس لیے کراچی میں وہ پندرہ دن سے کم رہے گی تو مسافر ہوگی اور قصر نماز پڑھے گی۔ در مختار میں ہے: "والمعتبر نية المتبوع لانه الاصل لا التابع كامراة وفاها مهرها المعجل "یعنی: اور متبوع کی نیت معتبر ہے اس لیے کہ وہ اصل ہے نہ کہ تابع کی نیت جیسا کہ عورت جس کا مہر معجل ادا کر دیا گیا ہو۔ (در مختار، کتاب الصلاۃ، صفحہ 107، دار الکتب العلمیہ)

بہار شریعت میں ہے: "عورت بیاہ کر سسرال گئی اور یہیں رہنے سہنے لگے، تو میکا اس کے لیے وطنِ اصلی نہ رہا یعنی اگر سسرال تین منزل پر ہے وہاں سے میکے آئی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی، تو قصر پڑھے اور اگر میکے رہنا نہیں چھوڑا، بلکہ سسرال عارضی طور پر گئی، تو میکے آتے ہی سفر ختم ہوگیا نماز پوری پڑھے۔" (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 4، صفحہ 751،752)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

10 ذو القعدۃ الحرام 1447ھ / 28 اپریل 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

ٹھنڈے علاقوں میں مساجد میں ڈبل کارپیٹ پر سجدہ

فتوی نمبر: 2982

سوال: شمالی علاقاجات کی مساجد میں ڈبل کارپیٹ بچھے ہوتے ہیں یا کارپیٹ کے نیچے ڈبل فوم ہوتا ہے جس سے سجدہ صحیح نہیں ہو پاتا وہاں نماز کا کیا حکم ہے ؟

سائل: اشتیاق عطاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

جن علاقوں میں ٹھنڈ زیادہ ہوتی ہے وہاں بعض مساجد میں ڈبل کارپیٹ ہوتا ہے یا ایک کارپیٹ کے نیچے ڈبل فوم لگا ہوتا ہے جس سے تجربہ یہی ہے کہ سجدے میں پیشانی دبانے کے باوجود مزید دبنے کی گنجائش رہتی ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ امام دو تین مصلوں کے اوپر نماز پڑھا رہا ہوتا ہے جس سے سجدہ صحیح ادا نہیں ہو پاتا لہذا جہاں واقعی ایسا ہو وہاں نماز نہیں ہوگی کیونکہ نماز میں سجدہ فرض ہے اور سجدے کا مطلب یہ ہے کہ پیشانی زمین کی سختی محسوس کرلے یا کسی چیز پر سجدہ کرنے کی صورت میں پیشانی کو اتنا دبائے کہ مزید دبانے کی گنجائش باقی نہ رہے۔ ایسی جگہوں کے لوگوں کو مشورہ ہے کہ پیشانی لگنے کی جگہ پر ڈبل کارپیٹ نہ کریں نہ ہی فوم بچھائیں تاکہ پیشانی صحیح طرح لگ سکے۔ محیط برہانی میں ہے: "إذا لقي في المسجد حشيش كثير، فسجد عليه إن وجد حجمه يجوز وإلا فلا وإذا صلى على التبن أو القطن المحلوج، وسجد عليه إن استقر جبهته وأنفه على ذلك ووجد الحجم يجوز وإن لم تستقر جبهته لا يجوز؛ لأن في الوجه الأول هو في معنى الأرض، وفي الوجه الثاني لا" یعنی: اگر مسجد میں بہت زیادہ گھاس ہو تو اس پر سجدہ کیا، اگر زمین کی سختی محسوس ہوتی ہو تو سجدہ جائز ہے، ورنہ جائز نہیں۔ اور اگر بھوسے یا دُھنی ہوئی روئی پر نماز پڑھی اور اس پر سجدہ کیا، تو اگر پیشانی اور ناک اس پر جم جائیں اور اس کا ٹھوس پن محسوس ہو تو جائز ہے، اور اگر پیشانی نہ جمے تو جائز نہیں کیونکہ پہلی صورت میں وہ زمین کے حکم میں ہے، جبکہ دوسری صورت میں ایسا نہیں۔

(المحیط البرھانی، کتاب الصلوۃ، جلد 1، صفحہ 365، دارالکتب العلمیہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

20 ذوالقعدۃ الحرام 1447ھ / 08 مئی 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

مکروہ وقت میں طواف کے نوافل

فتوی نمبر: 2985

سوال: اگر کسی نے مکروہ وقت میں طواف کے نوافل ادا کیے تو اعادہ کرنا ہو گا یا نہیں؟

سائل: عبد الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

مکروہ وقت میں طواف کرنا جائز ہے مگر طواف کے نوافل مکروہ وقت میں پڑھنا جائز نہیں، اگر کسی نے مکروہ وقت میں طواف کے نوافل پڑھے تو وہ ادا ہی نہیں ہوں گے، اس پر لازم ہے کہ غیر مکروہ وقت میں ان نوافل کو ادا کرے اور توبہ بھی کرے۔ مفتی علی اصغر صاحب لکھتے ہیں: ”تین اوقات مکروہہ یعنی طلوع آفتاب سے تقریباً 20 منٹ بعد تک، استواء شمس سے سورج ڈھلنے تک جسے عرفِ عام میں زوال کا وقت کہتے ہیں اور غروب آفتاب سے پہلے کے تقریباً 20 منٹ میں یہ نماز پڑھنے سے ادا ہی نہیں ہوتی یعنی یہ نماز مکروہ وقت میں پڑھنے کے سبب ذمے سے ساقط نہیں ہو گی، بلکہ اسے مباح وقت میں پڑھنا بدستور واجب رہتا ہے“ (27 واجبات حج، صفحہ 169، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

24 ذو القعدۃ الحرام 1447ھ / 12 مئی 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

عصر کے بعد مکروہ وقت سے پہلے طواف کے نوافل

فتوی نمبر:2986

سوال: اگر کسی نے عصر کے بعد مکروہ وقت سے پہلے طواف کے نوافل ادا کیے تو کیا اس کا اعادہ کرنا ہو گا؟

سائل:عبد الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

عصر کے فرض پڑھنے سے پہلے غیر مکروہ وقت میں اگر کسی نے طواف کے نوافل ادا کیے تو یہ نوافل درست ہیں لیکن عصر کے فرض پڑھنے کے بعد چونکہ نوافل جائز نہیں لہذا اس صورت میں اگر کسی نے طواف کے نفل ادا کیے تو ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے، حکم یہ ہے کہ اس نماز کو توڑ دے اور مباح وقت میں یہ نماز پڑھے اور نماز مکمل کر لی تو بھی اعادہ لازم رہے گا۔شامی میں ہے:" ولو طاف بعد العصر يصلي المغرب، ثم ركعتي الطواف، ثم سنة المغرب۔۔ مر في أوقات الصلاة من أن الواجب، ولو لغيره كركعتي الطواف والنذر لا تنعقد في ثلاثة من الأوقات المنهية أعني الطلوع والاستواء والغروب، بخلاف ما بعد الفجر، وصلاة العصر فإنها تنعقد مع الكراهة فيهما"یعنی:اور اگر عصر کے بعد طواف کیا تو مغرب کے فرض پڑھنے کے بعد طواف کے نوافل پڑھے پھر مغرب کی سنتیں اوقات الصلاۃ میں یہ بات گزر چکی کہ واجب اگرچہ لغیرہ ہو جیسا کہ طواف کے نوافل اور نذر وہ مکروہ اوقات میں منعقد ہی نہیں ہوں گے میری مراد طلوع و استوا اور غروب ہے برخلاف فجر کا وقت شروع ہونے کے بعد اور عصر کے فرض پڑھنے کے بعد کراہت کے ساتھ منعقد ہو جائے گی۔ (شامی، کتاب الحج، جلد2، صفحہ 499، دار الفکر)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

24ذوالقعدۃ الحرام1447ھ /12 مئی2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

عید کی نماز میں تیرہ تکبیریں

فتوی نمبر: 2992

سوال: میں بحرین میں رہتا ہوں یہاں عید کی نماز میں امام تیرہ تکبیریں کہتے ہیں تو کیا ہم ان کے پیچھے عید کی نماز پڑھ سکتے ہیں؟

سائل: عمر ساجد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

امام اگر صحیح العقیدہ اور امامت کا اہل ہو اور فقہ حنفی کی رعایت کرتا ہو تو عید کی نماز میں تیرہ تکبیروں تک اس کی پیروی کی جا سکتی ہے، تیرہ سے زیادہ میں اسے کی پیروی نہ کی جائے۔ بہار شریعت میں ہے: "امام نے چھ تکبیروں سے زیادہ کہیں تو مقتدی بھی امام کی پیروی کرے مگر تیرہ سے زیادہ میں امام کی پیروی نہیں۔"

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 4، صفحہ 782)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

24 ذوالقعدۃ الحرام 1447ھ / 12 مئی 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

بحری جہاز میں نمازوں کا حکم

فتوی نمبر:3000

سوال: میں سمندر میں آئل اور گیس کمپنیوں کے ساتھ کام کرتا ہوں ہم پانی میں مستقل طور پر کھڑے جہازوں میں رہتے ہیں وہاں کھانے پینے جم اور نمازوں کے لیے مسجد اور میڈیکل سب سہولیات ہوتی ہیں کیا ایسی جگہوں پر جمعہ، عید اور دیگر نمازیں ہو جائیں گی اور وہاں قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھنی ہو گی اور امامت کوئی بھی کر سکتا ہے؟

سائل: عبد الکریم خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

بحری جہاز جو سمندر کے اندر کافی دنوں تک کھڑے رہتے ہیں اس میں نماز جمعہ اور عید نہیں ہو سکتی کہ بیچ سمندر میں نماز جمعہ کی شرائط میں سے شہر یا فنائے شہر اور اذن عام نہیں پایا جاتا، ہاں اگر وہ کسی شہر کی بندر گاہ پر کھڑا ہو اور وہ شہر یا فنائے شہر کی حد میں ہو اور اذن عام بھی ہو تو جمعہ صحیح ہو گا، نیز آپ جب تک مسافر ہوں گے آپ پر جمعہ فرض نہیں، البتہ دیگر نمازیں باجماعت پڑھی جاسکتی ہیں جبکہ امام اہل ہو۔ امامت کی شرائط میں مسلمان، عاقل، بالغ، آزاد، صحیح القراءۃ اور غیر معذور ہونا ہے۔ بحری جہاز میں قبلہ رخ ہونا شرط ہے اگرچہ وہ گھوم رہا ہو۔ فتاوی رضویہ میں ہے: "جمعہ کے لیے شہر یا فنائے شہر کے سوا نہ مسجد شرط ہے نہ بنا، مکان میں بھی ہو سکتا ہے میدان میں بھی ہو سکتا ہے اذن عام درکار ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد8، صفحہ 444)

دوسرے مقام پر ہے: "پنجگانہ میں ہر شخص صحیح الایمان، صحیح القراۃ، صحیح الطہارہ، مرد عاقل، بالغ، غیر معذور امامت کر سکتا ہے یعنی اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی اگرچہ بوجہ فسق وغیرہ مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہو گی۔" (فتاوی رضویہ، جلد6، صفحہ 515)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــه

ابوالبنات فراز عطاری مدنی

09 ذوالحجۃ الحرام 1447ھ / 26 مئی 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

جنازه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

Fiqhi Masail Group

AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

کوئی عورت غسل میت دینی والی نہ ہو تو

فتوی نمبر:2915

سوال: اگر بہن کو کوئی غسل میت دینے والا نہ ہو تو بھائی دے سکتا ہے؟

سائل: شاہد قریشی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اگر عورت کو غسل میت دینے کے لیے کوئی عورت نہ ہو تو بھائی غسل نہیں دے سکتا بلکہ تیمم کروائے گا اور چونکہ بھائی محرم ہے تو ہاتھ سے تیمم کروا سکتا ہے۔ عالمگیری میں ہے: "ویغسل الرجال الرجال والنساء النساء ولا یغسل احدھما الاخر۔۔۔۔۔اذا کان للمراۃ محرم یمیمها بالید" یعنی: مرد مرد کو اور عورت عورت کو غسل دے گی، ان میں سے ایک دوسرے کو غسل نہیں دے سکتا (سوائے بیوی کے) اور جب عورت کے لیے محرم ہو تو ہاتھ سے تیمم کروائے گا۔

(عالمگیری، کتاب الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 160)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

ابوالبنات فراز عطاری مدنی

27 شعبان المعظم 1447ھ / 16 فروری 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

جنازے کے آگے کس صورت میں چلنا بہتر

فتوی نمبر: 2907

سوال: مرد کو کس صورت میں جنازے سے آگے چلنا بہتر ہے؟

سائل: آدم عطاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اگر جنازے میں عورتیں بھی ہوں اور پیچھے ہوں اور مرد کو اندیشہ ہو کہ پیچھے چلنے میں عورتوں سے اختلاط ہو گا یا کوئی نوحہ کرنے والی پیچھے ہو تو مرد کے لیے بہتر ہے کہ وہ جنازے کے آگے چلے، لیکن یاد رہے کہ عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانا جائز نہیں۔ در مختار میں ہے: "(وندب المشي خلفها) لانها متبوعة الا ان يكون خلفها نساء فالمشي امامها احسن۔اختیار۔ويكره خروجهن تحريما" یعنی: اور جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے اس لیے کہ وہ متبوع ہے البتہ جنازے کے پیچھے عورتیں ہوں تو آگے چلنا بہتر ہے۔ اور عورتوں کا جنازے کے ساتھ نکلنا مکروہ تحریمی ہے۔

اس کے تحت شامی میں ہے: "الظاهر تقييده بما اذا خشي الاختلاط معهن او كان فيهن نائحة بقرينة ما بعده" یعنی: ما بعد کے قرینے سے یہ ظاہر ہے کہ یہ مقید ہے اس بات سے کہ جب پیچھے چلنے میں عورتوں سے اختلاط کا خوف ہو یا ان میں نوحہ کرنے والی ہو۔

(رد المحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی حمل المیت، جلد 3، صفحہ 162، دار المعرفہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

12 شعبان المعظم 1447ھ / 01 فروری 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

ڈاکو نے گولی ماری پھر ہسپتال لے جایا گیا تو غسل

فتوی نمبر: 2983

سوال: ایک شخص کو ڈاکو نے ظلماً گولی ماری وہاں سے اسے ہسپتال لے جایا گیا اور بغیر علاج کروائے اس کا انتقال ہو گیا تو اسے غسل دیا جائے گا یا نہیں؟

سائل: محمد انور نقشبندی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

معلوم کی گئی صورت میں اسے غسل دیا جائے گا، وجہ یہ ہے کہ اگر کسی کو ظلماً قتل کیا جائے مگر اس نے دنیا سے نفع اٹھایا ہو تو اسے غسل دیا جائے گا اور نفع اٹھانے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اسے ظلم کی گئی جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ لے جایا گیا ہو۔ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "کوئی شخص گھائل ہوا مگر اُس کے بعد دنیا سے متمتع ہوا، مثلاً کھایا یا پیا یا سویا یا علاج کیا، اگرچہ یہ چیزیں بہت قلیل ہوں یا خیمہ میں ٹھہرا یعنی وہیں جہاں زخمی ہوا یا نماز کا ایک وقت پورا ہوش میں گزرا، بشرطیکہ نماز ادا کرنے پر قادر ہو یا وہاں سے اُٹھ کر دوسری جگہ کو چلا یا لوگ اُسے معرکہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ لے گئے خواہ زندہ پہنچا ہو یا راستہ ہی میں انتقال ہوا۔۔۔ اگر لڑائی میں نہیں قتل کیا گیا بلکہ ظلماً تو ان چیزوں میں سے اگر کوئی پائی گئی غسل دیں گے ورنہ نہیں۔"

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 4، صفحہ 861، 862)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

20 ذو القعدۃ الحرام 1447ھ / 08 مئی 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

قبر پر ریکارڈڈ تلاوت چلانا

فتوی نمبر: 2981

سوال: ہمارے ہاں قبرستان ہے جہاں لوگوں نے سولر پلیٹ لگا کر اس پر ریکارڈڈ تلاوت لگائی ہوئی ہے تو کیا اس تلاوت کی وہ فضیلت ہے اور کیا قبر کے پاس قرآن پڑھنے سے رحمتوں کے نزول والی فضیلت حاصل ہوگی یا عذاب قبر دور ہونے والی فضیلت حاصل ہوگی؟

سائل: نور عالم مدنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

سب سے پہلے تو یہ بات سمجھ لی جائے کہ ریکارڈڈ تلاوت سے آنے والی آواز انسان کے منہ سے نکلنے والی آواز کی طرح نہیں بلکہ یہ صدائے بازگشت کی طرح ہے یعنی کسی جگہ صدا لگانے پر دیوار یا پہاڑ وغیرہ سے پلٹ کر آنے والی آواز ہے اور صدائے بازگشت پر وہ احکام اور فضائل نہیں جو انسان کی زبان سے پڑھنے کے ہیں، یہی وجہ ہے کہ صدائے بازگشت سے کسی نے آیت سجدہ سنی تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں کہ سجدہ تلاوت اول سماع پر واجب ہوتا ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ قبر پر ریکارڈڈ تلاوت چلانے سے وہ فضائل حاصل نہیں ہوں گے جو احادیث میں وارد ہیں نیز احادیث میں پڑھنے کی ترغیب ہے اور پڑھنے کا اطلاق زبان سے اتنی آواز سے پڑھنے پر ہوتا ہے کہ رکاوٹ نہ ہو تو اپنے کان سن لیں۔ <u>نوٹ:</u> ریکارڈڈ تلاوت کو فروغ نہ دیا جائے اس کے بجائے ایصال ثواب کے دوسرے ذرائع اختیار کیے جائیں۔

فتح القدیر میں ہے: " وان سمعها من الصدى لا تجب "یعنی: اور اگر آیت سجدہ بازگشت سے سنی تو سجدہ واجب نہیں۔

(فتح القدیر، کتاب الصلاۃ، جلد2، صفحہ16، دار الکتب العلمیہ)

وقار الفتاوی میں ہے: " ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر کی آوازیں بھی نئی ہوتی ہیں، لہٰذا ان سے آیتِ سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔" (وقار الفتاوی، جلد2، صفحہ113)

حدیث میں ہے: "اقرأوها على موتاكم يعنی یٰسٓ "ترجمہ: اپنے مردوں کے پاس سورہ یس پڑھو۔ (مسند احمد، جلد33، حدیث20301)

جوہرہ میں ہے: "لان مجرد حركة اللسان لا يسمى قراءة دون الصوت "یعنی: بغیر آواز صرف زبان کو حرکت دینا قراءت نہیں۔

(جوہرہ نیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، جلد1، صفحہ56، المطبعۃ الخیریہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالبنات فراز عطاری مدنی

10 ذوالقعدۃ الحرام 1447ھ / 28 اپریل 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

روزه

افطاری کا وقت کب شروع ہوتا ہے

فتوی نمبر: 2919

سوال: افطار کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟ قرآن میں جو الی اللیل ہے اس سے کیا مراد ہے؟ کیا قرآن نے غروب اور لیل کو الگ الگ بیان کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

سائل: محمد الطاف

افطار کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور افطار میں جلدی کرنا یعنی غروب آفتاب ہونے پر بلا وجہ تاخیر نہ کرنا سنت ہے اور بلا وجہ کی تاخیر مکروہ و ناپسندیدہ ہے۔ قرآن میں الی اللیل سے مراد یہ ہے کہ رات جیسے ہی داخل ہو افطار کر لو اور رات غروب آفتاب پر شروع ہوتی ہے۔ قرآن نے غروب اور لیل کو جہاں ساتھ بیان کیا ہے وہاں قبل غروب کو بیان کیا جس میں مغرب سے پہلے کا وقت مراد ہے، اسی سے پتا چلتا ہے کہ بعد غروب رات ہوتی ہے ورنہ عین غروب اور لیل کو الگ الگ بیان کیا جاتا، قرآن کی ایسی تفسیر کرنا جس سے معنی میں تحریف پیدا ہو حرام ہے اور پھر اس سے غلط استدلال کر کے لوگوں کو گمراہ کرنا مزید حرام۔ 1450 سال سے علما نے الی اللیل کا مفہوم یہی بیان کیا کہ غروب ہوتے ہی رات آجاتی ہے اور یہی افطار کا وقت ہے، یہی معنی احادیث، لغت اور تفاسیر سے بھی ثابت ہے، اب اگر کوئی اٹھ کر یہ کہے کہ بچے کو بھی معلوم ہے کہ رات اس وقت ہوتی ہے جب کچھ نظر نہ آئے، یہ ذہن کی خرابی اور فتنے کو پھیلانا ہے کہ لیل کا معنی 1450 سال بعد کسی کو سمجھ آیا اور اب تک امت غلط روزہ افطار کرتی رہی۔ الامان و الحفیظ۔ امام بغوی (متوفی 516ھ) اپنی تفسیر میں اس آیت (ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ) کے تحت لکھتے ہیں: "فالصائم يحرم عليه الطعام والشراب بطلوع الفجر الصادق ويمتد الى غروب الشمس فاذا غربت حصل الفطر" یعنی: روزہ دار پر طلوع فجر سے کھانا پینا حرام ہے اور یہ حکم غروب آفتاب تک دراز ہو گا تو جیسے ہی غروب ہو گا افطار کا وقت ہو جائے گا۔ (تفسیر البغوی، سورۃ البقرۃ: الآیۃ 188، صفحہ 97، دار ابن حزم)

بخاری کی اس حدیث "اذا اقبل الليل من ھاھنا وادبر النھار من ھاھنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم (جب رات اس جانب سے آجائے اور دن دوسری جانب چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو تحقیق روزہ دار افطار کر لے) میں غربت الشمس کے تحت لمعات التنقیح میں ہے: "تاكيد لدخول الليل وتقرير له اى غربت بتمامها" یعنی: غروب پر رات کے داخل ہو جانے پر تاکید اور اس کو پختہ کرنے کے لیے ہے یعنی سورج پورا غروب ہو چکا۔

(لمعات التنقیح، کتاب الصوم، الفصل الاول، جلد 44، صفحہ 424 دار النور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

27 شعبان المعظم 1447ھ / 16 فروری 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن
Fiqhi Masail Group
AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

روزہ میں بار بار مشت زنی کرنے سے کفارہ

فتوی نمبر: 2924

سوال: اگر کسی شخص نے رمضان کے 5 روزے مشت زنی سے توڑے تو کیا کفارہ لازم ہو گا؟

سائل: راشد عطاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مشت زنی بہت قبیح فعل، ناجائز و گناہ ہے اور روزہ میں اس کی برائی اور بڑھ جاتی ہے، اگر کسی نے روزہ میں ایک بار مشت زنی کی تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور کفارہ لازم نہیں لیکن اگر کسی نے بار بار روزہ رکھ کر مشت زنی سے روزہ توڑا تو گناہ کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی لازم آئے گا کیونکہ جن صورتوں میں کفارہ لازم نہیں ہوتا اس میں شرط یہ ہے کہ ایک بار ایسا کیا ہو اور معصیت کا ارادہ نہ ہو، اگر ایک سے زیادہ بار کیا اور روزہ توڑنے کے ارادہ سے وہ کام کیا تو کفارہ لازم ہو گا۔ در مختار میں ہے: "واعلم ان کل ما انتفی فیہ الکفارۃ محلہ ما اذا لم یقع منہ ذلک مرۃ بعد اخری لاجل قصد المعصیۃ" یعنی: جان لو کہ جن صورتوں میں کفارہ لازم نہیں اس میں شرط یہ ہے کہ روزہ دار کی طرف سے یہ ایک کے بعد دوسری بار واقع نہ ہوا ہو نافرمانی کے ارادے سے۔

(مرۃ بعد اخری الخ) کے تحت شامی میں ہے: "ظاھرہ انہ بالمرۃ الثانیہ تجب علیہ الکفارۃ ولو حصل فاصل بایام وانہ اذا لم یقصد المعصیۃ وھی الافطار لا تجب" یعنی: ظاہر یہ ہے کہ دوسری بار کیا تو اس پر کفارہ لازم ہے اگرچہ درمیان میں کچھ دن کا فاصلہ آگیا ہو اور یہ کہ معصیت کا قصد نہ ہو تو کفارہ واجب نہیں اور معصیت روزہ توڑنا ہے۔ (شامی، کتاب الصوم، جلد 3، صفحہ 440، دار المعرفہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

07 رمضان المکرم 1447ھ / 25 فروری 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

پاکستان سے جدہ فلائٹ میں سحری

فتوی نمبر: 2929

سوال: میری لاہور سے 1:30 پر جدہ فلائٹ ہے دوران سفر جہاز میں سحری کا وقت ختم ہو گا مگر جب ہم جدہ پہنچیں گے تو 5:10 منٹ ہوں گے اور وہاں 5:30 پر روزہ بند ہے تو ہمارے لیے کیا حکم ہے؟

سائل: علی احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اولا تو یہ یاد رکھیں کہ مسافر اگر صبح صادق سے پہلے شہر کی شرعی حدود سے باہر ہو گیا تو اس دن کا روزہ چھوڑنے کی اسے رخصت ہے، البتہ کوئی روزہ رکھتا ہے تو اصول اس کے لیے یہی ہے کہ جس مقام پر صبح صادق ہو جائے گی وہاں سے اس کے لیے روزہ کا وقت شروع ہو گیا۔ فتاوی رضویہ میں ہے: "ایسے (مسافر) شخص کو جس دن صبح صادق مسافرت کے حال میں آئے اس دن کا روزہ ناغہ کرنا اور پھر کبھی اس کی قضا رکھ لینا جائز ہے" (فتاوی رضویہ، جلد 10، صفحہ 348)

فتاوی اہلسنت میں ہے: "البتہ اگر روزہ رکھنا چاہیں، تو سحری کے وقت جس مقام پر موجود ہوں گے وہیں کے وقت کے اعتبار سے سحری بند کرنا ہو گی۔ اگر جہاز میں ہوں اور جہاز بلندی پر ہو، تو اسی بلندی کے اعتبار سے جب صبحِ صادق ہو جائے تو روزہ کا وقت شروع ہو جائے گا۔ لہٰذا جہاز میں سحری کرتے ہوئے جب صبحِ صادق شروع ہو جائے اس سے پہلے پہلے کھانا پینا روک دینا ضروری ہو گا۔" (web.1591)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

11 رمضان المکرم 1447ھ / 01 مارچ 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

ہونٹ کی کھال کھانے سے روزہ

فتوی نمبر:2933

سوال: اگر کسی کی عادت ہو ہونٹ کی کھال کھانے کی اور روزہ میں ایسا کیا تو حکم ہے؟

سائل: طوبی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

معلوم کی گئی صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا۔ تفصیل یہ ہے کہ روزہ میں منہ کے باہر سے کوئی چیز لے کر بغیر چبائے حلق سے اتاری تو چاہے کم ہو یا زیادہ، جان کر ہو یا انجانے میں، بہر صورت روزہ ٹوٹ جائے گا۔ تبیین الحقائق میں ہے: " واما اذا ادخله من خارج فینظران ابتلعه من غیر مضغ فطرہ قل او کثر "یعنی: اور بہر حال جب باہر سے کوئی چیز منہ میں داخل کی تو دیکھا جائے گا کہ بغیر چبائے اس کو نگل گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا چاہے وہ چیز کم ہو یا زیادہ۔

(تبیین الحقائق، کتاب الصوم، باب مایفسدہ الصوم ومالایفسدہ، جلد1، صفحہ 325، المطبعۃ الکبری الامیریہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

17رمضان المکرم1447ھ/07 مارچ2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

بیرون ملک سے آنے والوں کے 30 روزے ہو چکے ہوں تو

فتوی نمبر: 2940

سوال: جن لوگوں نے ایسے ملک میں رمضان شروع کیا جہاں روزہ ایک دن پہلے ہوا اب وہ سفر کر کے ایسے ملک میں آئے جہاں روزے 30 ہیں تو اب وہ اس ملک کے حساب سے تیسواں روزہ رکھیں گے تو ان کا اکتیسواں ہو جائے گا تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟

سائل: محمد فرید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

جن لوگوں نے رمضان دوسرے ملک مثلا سعودیہ میں شروع کیا جہاں رمضان ایک دن پہلے شروع ہوا پھر سفر کر کے ایسے ملک مثلا پاکستان آئے جہاں رمضان ایک دن بعد شروع ہوا تھا اور وہاں تیس روزے ہوئے تو ان کے لیے حکم یہی ہے کہ وہ وہاں والوں کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھیں اگرچہ ان کے اکتیس ہو جائیں کہ اب وہ جہاں ہیں وہاں رمضان ہے اور بندہ جہاں موجود ہو وہاں جب تک رمضان کا مہینہ ہے اسے روزے رکھنے ہوں گے۔ اللہ پاک فرماتا ہے: "فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ" ترجمہ: تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے تو ضرور اس کے روزے رکھے۔ (البقرۃ:185)

فتاوی نوریہ میں ہے: "صحیح یہ ہے کہ موافقت و روزہ لازم ہے کیونکہ جماعت مسلمین جبکہ وہ اکثریت میں ہوں اور اپنے طور حسب دستور شروع رمضان پاک یا عید قربانی منا رہے ہوں یا حج کے لیے عرفات کی حاضری دیں تو ان کی موافقت ضروری ہے کیونکہ عند اللہ وہ ایام رمضان یا عید اور یوم عرفہ ہی شمار ہوں گے۔"

مزید فرماتے ہیں: "حتی کہ اگر اس کے تیس پورے ہو گئے اور عید الفطر کا چاند ثابت نہ ہوا تو لوگوں کے تیسویں روزے کے ساتھ یہ اکتیسواں روزہ رکھے" (فتاوی نوریہ، جلد 2، صفحہ 271 تا 273)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

29 رمضان المکرم 1447ھ / 19 مارچ 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

زکوة / فطره

پلازہ بیچنے کے لیے بنایا اب زکوۃ کا حساب کیسے کریں

فتوی نمبر: 2904

سوال: میں نے ایک پلازہ بیچنے کے لیے بنایا ہے جس میں فلیٹس ہیں کچھ بک چکے ہیں مگر ان کی پے مینٹ نہیں آئی اور کچھ نہیں بکے نہیں اب زکوۃ کا حساب کیسے کیا جائے؟

سائل: محمد اقبال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

جو فلیٹس بکے نہیں وہ آپ کی ملکیت میں ہیں، اس کی موجودہ مارکیٹ ویلیو پر زکوۃ آپ پر فرض ہوگی جبکہ زکوۃ کی دیگر شرائط پائی جائیں، جو فلیٹس بک گئے ان کی مالیت پر آپ پر تو زکوۃ نہیں مگر چونکہ ان سے پے مینٹ آنا باقی ہے اور یقیناوہ نصاب کی قدر ہی ہوگی تو اس پر زکوۃ فرض ہے مگر اس کی ادائیگی اس وقت واجب ہوگی جب نصاب کا کم از کم خمس وصول ہوجائے۔ نصاب کے خمس کا مطلب یہ ہے کہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی جو قیمت مارکیٹ میں ہے اس کا پانچواں حصہ جب وصول ہوجائے۔ بدائع الصنائع میں ہے:"وأما حكم الاستصناع فهو ثبوت الملك للمستصنع في العين المبيعة في الذمة، وثبوت الملك للصانع في الثمن"یعنی: اور بہر حال استصناع کا حکم یہ ہے کہ عین مبیع جو ذمہ میں ہے اس میں آڈر پر بنوانے والے کی ملکیت ثابت ہوجاتی ہے اور آڈر پر بنانے والے کی ملکیت ثمن میں ثابت ہوتی ہے۔ (بدائع الصنائع، کتاب الاستصناع، جلد5، صفحہ 3، دار الکتب العلمیہ)

مجلس تحقیقات شرعیہ کے رسالہ میں ہے:"بلڈر کے پروجیکٹ میں ایک ممکنہ صورت یہ بھی ہے کہ کچھ فلیٹ بک ہوئے ہوں اور کچھ اس کی ملک پر باقی ہوں، لہذا جو فلیٹ اسے بیچنے ہیں اور ابھی بک نہیں ہوئے اور وجود میں بھی آچکے ہیں، تو ان میں مکمل طور پر بلڈر ہی کی ملکیت پائی جارہی ہے اور ان میں جو بھی حصہ بیچنے کے لیے ہو زکوۃ کے نصاب کے دن کرنٹ ویلیو کے حساب سے اس کی زکوۃ بلڈر پر لازم ہوگی۔

(فلیٹوں کی بکنگ پر پیش آنے والے جدید مسائل، صفحہ 6)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

12 شعبان المعظم 1447ھ / 01 فروری 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

مال وراثت نصاب کی مقدار تقسیم نہیں ہوا تو زکوۃ لینا

فتوی نمبر:2918

سوال: میری بہن اور ان کے شوہر کا انتقال ہوا ان کی اولاد میں چار بالغ اور ایک نابالغ ہے ان کو مال وراثت میں 25 لاکھ اور تقریبا ساڑھے سات تولہ سونا ملا ہے مگر یہ تقسیم نہیں ہوا تو کیا ان کو زکوۃ دی جاسکتی ہے؟

سائل: احسان مدنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

معلوم کی گئی صورت میں ان کو زکوۃ کی رقم نہیں دی جاسکتی کیونکہ اگرچہ وہ مال تقسیم نہیں ہوا مگر شرعا اس پر ہر ایک کے حصے کے مطابق ان کی ملکیت ثابت ہے اور سوال میں ذکر کی گئی تفصیل کے مطابق ہر ایک کی ملکیت میں نصاب کی قدر مال ہے جو کہ حاجت اصلیہ سے زیادہ ہے لہذا ان کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ شامی میں مالک نصاب کی تعریف میں ہے:"بان مالك مائتي درهم او عرضا يساويها غير مسكنة وثياب اللبس ومتاع يحتاجه "یعنی: مالک نصاب وہ ہے جو کم از کم دو سو درہم کا یا اتنے سامان کا مالک ہو جو دو سو درہم کی مالیت کو پہنچے جو کہ رہنے کے گھر، پہننے کے کپڑوں اور ضروریات زندگی کے سامان کے علاوہ ہو (شامی، کتاب الزکاۃ، جلد 9، صفحہ 520، دار المعرفہ)

فتاوی اہلسنت میں ہے:"زکوۃ شرعی فقیر کو دی جائے۔ اور شرعی فقیر اس کو کہتے ہیں جس کے پاس اتنا نہ ہو کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کے برابر تو ہو مگر اس کی ضروریات زندگی میں گھرا ہوا ہو۔ یا وہ مقروض ہو کہ قرضہ نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے۔"

(فتاوی اہلسنت، احکام زکوۃ، صفحہ 455)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

27 شعبان المعظم 1447ھ / 16 فروری 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

نابالغ بھائی بہنوں کو زکوۃ

فتوی نمبر:2922

سوال: کیا کوئی اپنے چھوٹے نابالغ بھائی بہنوں جن کی عمر 11 سے 12 سال ہے ان کو زکوۃ دے سکتا ہے جبکہ وہ شرعی فقیر بھی ہوں؟

سائل: محمد اکرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نابالغ بچے چونکہ والد کے تابع ہوتے ہیں اس لیے اگر نابالغ بھائی بہنوں کے ساتھ ساتھ ان کا والد بھی شرعی فقیر ہو تو ان بچوں کو زکوۃ دینا جائز ہے اور اگر وہ بچے یتیم ہوں یعنی ان کا والد فوت ہو گیا ہو تو بچوں کے شرعی فقیر ہونے کی صورت میں ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔ عالمگیری میں ہے: "ولا یجوز دفعھا الی ولد الغنی الصغیر" یعنی: اور غنی کے نابالغ بچوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔ (عالمگیری، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد1، صفحہ189، دار الفکر)

فتاوی رضویہ میں ہے: "یتیم بچّہ کو خصوصاً جبکہ اپنا قرابت دار ہو، زکوٰۃ دینا بہت افضل ہے، جبکہ وہ نہ مالدار، نہ سید وغیرہ نہ ہاشمی ہو، نہ اپنی اولاد یا اولاد کی اولاد ہو۔" (فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ262)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

05 رمضان المکرم 1447ھ / 23 فروری 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

مولا علی کی غیر فاطمی اولاد کو زکوۃ

فتوی نمبر: 2925

سوال: مولا علی کی وہ اولاد جو بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہ سے نہیں ان کو زکوۃ دینا کیسا؟

سائل: فیاض عطاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے نہیں ان کو بھی زکوۃ نہیں دے سکتے کیونکہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم بنو ہاشم سے ہیں لہذا ان کی اولاد بھی ہاشمی ہوئی اور حدیث میں ہاشمی کو زکوۃ دینے کی ممانعت وارد ہے، لہذا ایسے افراد کو نفلی صدقہ دیا جائے۔ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "بنی ہاشم کو زکوۃ و صدقاتِ واجبات دینا، زنہار جائز نہیں، نہ انہیں لینا حلال۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر حدیثیں اس کی تحریم میں آئیں اور علتِ تحریم ان کی عزت کرامت ہے کہ زکوۃ مال کا مَیل ہے اور مثلِ سائرِ صدقاتِ واجبہ، غاسلِ ذنوب، تو ان کا حال مثلِ ماءِ مستعمل کے ہے جو گناہوں کی نجاسات اور حدث کے قاذورات دھو کر لایا، ان پاک لطیف ستھرے اہلبیت طیب وطہارت کی شان، اس سے بس ارفع و اعلی ہے کہ ایسی چیزوں سے آلودگی کریں، خود احادیثِ صحیحہ میں اس علت کی تصریح فرمائی۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 10، صفحہ 272)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابوالبنات فراز عطاری مدنی

07 رمضان المکرم 1447ھ / 25 فروری 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

دیت کا مال جس کو ملا اس پر زکوۃ

فتوی نمبر: 2927

سوال: ایک شخص کے مرنے پر اس کے گھر والوں کو 20 لاکھ دیت دی گئی اب یہ کس طرح تقسیم ہو گی اور کیا جن کو یہ ملے گی وہ زکوۃ لے سکتے ہیں یا ان کو اس رقم کی زکوۃ دینی ہو گی؟

سائل: محمد شیراز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

دیت کی رقم وراثت کے اصول کے مطابق تقسیم ہوتی ہے، لہذا جس کی ملکیت میں یہ آئی اگر وہ پہلے سے صاحب نصاب ہے اور نصاب کا سال پورا ہونے پر یہ رقم بھی موجود ہے تو اس کی بھی زکوۃ دے گا اور اگر پہلے صاحب نصاب نہیں تھا مگر اس رقم کے سبب صاحب نصاب ہو گیا تو ایک سال بعد شرائط پائی جانے کی صورت میں زکوۃ دینی ہو گی۔ دیت میں ملنے والی رقم کے سبب اگر کوئی شرعی فقیر نہ رہا ہو یا پہلے ہی شرعی فقیر نہیں تھا تو وہ زکوۃ نہیں لے سکتا۔ شرعی فقیر سے مراد جس کے پاس نصاب کے برابر مال نہ ہو، یا ہو تو اس کی ضروریات اصلی کا ہو۔ مبسوط سرخسی میں ہے: "ثم دية المقتول تكون ميراثا عنه لجميع ورثته" یعنی: پھر مقتول کی دیت اس کی طرف سے وراثت ہو گی تمام وارثوں کے لیے۔

(مبسوط سرخسی، کتاب الفرائض، باب میراث القاتل، جلد 30، صفحہ 49، دار المعرفہ)

فتاوی اہلسنت میں ہے: "مال وراثت کو پہلے ورثا میں اس کی ترتیب کے اعتبار سے تقسیم کر دیا جائے گا پھر جس وارث کے پاس پہلے سے بقدر نصاب مال حاجت اصلیہ سے فارغ موجود ہو اور اس پر بالفرض رمضان میں زکوۃ فرض ہوتی ہو تو وہ وراثت ملنے والے قابل زکوۃ مال کو بھی ساتھ ملا کر زکوۃ دے۔ اور اگر پہلے سے بقدر نصاب مال موجود نہ ہو تو اب وراثت میں سے جو ملا ہے وہ مال حاجت اصلیہ اور قرض سے فارغ ہو کر اگر نصاب کی مقدار کو پہنچتا ہے تو اب ان کے نصاب کا سال شروع ہو گیا اور سال گزرنے پر دیگر شرائط کے پائے جانے پر زکوۃ فرض ہو گی۔" (فتاوی اہلسنت، کتاب الزکاۃ، صفحہ 183)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

07 رمضان المکرم 1447ھ / 25 فروری 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

کسی جگہ آٹا سستا ہو تو صدقہ فطر

فتوی نمبر:2930

سوال: پاکستان میں صدقہ فطر کی قیمت دار الافتاء اہلسنت کی طرف سے 300 مقرر ہوئی ہے لیکن میں جس شہر میں رہتا ہوں وہاں آٹا 60 روپے کلو ہے تو کیا میں اسی حساب سے فطرہ دوں تو ادا ہو جائے گا؟

سائل: نوید خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

صدقہ فطر میں جس جگہ بندہ موجود ہے وہیں کا اعتبار ہے لہذا اگر کسی جگہ گندم یا اس کے آٹے کی قیمت کم ہے اور وہ عید الفطر کی صبح صادق کو وہیں موجود ہے اور وہاں کے حساب سے فطرہ دیا تو ادا ہو جائے گا، علمائے کرام جو صدقہ فطر کی رقم مقرر کرتے ہیں وہ پورے ملک کی قیمت کو دیکھ کر کرتے ہیں کہ کہیں سے بھی بندہ ادا کرے تو درست ہو جائے۔ تبیین الحقائق میں ہے: ”فی صدقة الفطر يعتبر مكانه“ یعنی: صدقہ فطر میں بندہ کی اپنی جگہ کا اعتبار ہے۔ (تبیین الحقائق، جلد 1، صفحہ 305)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

11 رمضان المکرم 1447ھ / 01 مارچ 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

جس نے گروی چیز کے بدلے رقم دی اس کا زکوۃ لینا

فتوی نمبر:2935

سوال: ایک شخص نے کسی کو گروی چیز کے بدلے 8 سے 10 لاکھ روپے دیے ہیں مگر اس کی اپنی حالت اب ایسی ہے کہ کھانے پینے کے لیے مشکل ہوتی ہے تو کیا وہ زکوۃ لے سکتا ہے؟

سائل: محمد عابد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

گروی کے بدلے دی ہوئی رقم قرض ہی ہوتی ہے لہذا ایسے بندے کے لیے حکم یہ ہے کہ اگر مقروض (جس کی چیز کے بدلے رقم دی ہے) مفلس و نادار ہے مگر قرض کا اقرار کرتا ہے تو اب رقم دینے والا اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے زکوۃ لے سکتا ہے اور اگر مقروض خوش حال قرض کا اقرار کرنے والا ہے تو اب قرض دینے والا زکوۃ نہیں لے سکتا۔ یاد رہے ضرورت سے مراد کھانے، پہننے اور رہنے سے متعلق ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ غمز العیون و البصائر میں ہے: "فی الولوالجية: رجل له مائتا درهم على إنسان هل يحل له أخذ الزكاة إن كان من عليه معسرا فالمختار أنه يحل لأنه يده زائلة عن ماله فصار كابن السبيل، وإن كان من عليه موسرا مقرا بالدين لا يحل له لأن يده ثابتة على ماله، لأنه يأخذه متى شاء" یعنی: ولوالجیہ میں ہے: ایک شخص کے کسی دوسرے پر دو سو درہم قرض ہیں، تو کیا اس کے لیے زکوۃ لینا جائز ہے جبکہ جس پر قرض ہے وہ ادائیگی سے عاجز ہو؟ تو مختار قول یہ ہے کہ اس کے لیے زکوۃ لینا جائز ہے، کیونکہ اس کے مال پر اس کا قبضہ ختم ہو چکا ہے، لہذا وہ مسافر (ابن السبیل) کی طرح ہو گیا۔ اور اگر جس پر قرض ہے وہ مالدار ہو اور قرض کا اقرار بھی کرتا ہو تو اس کے لیے زکوۃ لینا جائز نہیں، کیونکہ اس کے مال پر اس کا قبضہ برقرار ہے، اس لیے کہ وہ جب چاہے اپنا مال وصول کر سکتا ہے۔

(غمز العیون البصائر، کتاب الزکاۃ، جلد 2، صفحہ 50، دار الکتب العلمیہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

17 رمضان المکرم 1447ھ / 07 مارچ 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن
Fiqhi Masail Group
AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

حاجت اصلیہ میں کھانے پینے کی کتنی مقدار شامل ہے

فتوی نمبر: 2934

سوال: ایک بندہ صاحب نہیں مگر اس کے پاس کھانے پینے کی چیزیں جو اس کی حاجت اصلیہ کی ہیں وہ سال بھر کو کافی ہیں تو کیا اس کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟

سائل: محمد عبداللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اگر وہ شخص شرعی فقیر ہے تو اگر چہ اس کے پاس سال بھر کے لیے کھانے پینے کی چیزیں موجود ہیں اس کو زکوۃ دینا حلال ہے کہ ایک سال کے لیے کھانے کے لیے غلہ ہونا شرعی فقیر ہونے سے مانع نہیں۔ بہار شریعت میں ہے: "جس کے پاس کھانے کے لیے غلّہ ہو جس کی قیمت دو سو ۲۰۰ درم ہو اور وہ غلّہ سال بھر کو کافی ہے، جب بھی اس کو زکاۃ دینا حلال ہے۔" (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 5، صفحہ 930)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

17 رمضان المکرم 1447ھ / 07 مارچ 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

اپنے ملک میں صدقہ فطر ادا کر کے عید مدینہ میں

فتوی نمبر:2936

سوال: اگر کوئی شخص رمضان میں اپنے ملک میں صدقہ فطر ادا کر دے مگر وہ عید کے دن مدینہ شریف میں ہو تو کیا صدقہ فطر میں جو فرق ہے وہ دینا ہو گا؟

سائل: محمد ہاشم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عید کی صبح صادق کو بندہ جس مقام پر ہو اس پر اسی جگہ کے اعتبار سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے، اب اگر کوئی شخص اپنے ملک کے اعتبار سے صدقہ فطر دے چکا ہو اور عید کی صبح صادق اس نے مدینہ شریف میں کی ہو تو چونکہ اصل واجب ہونے کا وقت یہی ہے اس لیے جو فرق ہو گا وہ اس کو ادا کرنا ہو گا۔ فتاوی رضویہ میں ہے: "قیمت میں نرخ بازار آج کا معتبر نہ ہو گا جس دن ادا کر رہے ہیں، بلکہ روز وجوب کا مثلاً اُس دن نیم صاع گندم کی قیمت دو آنے تھی آج ایک آنہ ہے تو ایک آنہ کافی نہ ہو گا۔ دو آنے دینا لازم، اور ایک آنہ تھی اب دو آنے ہوگئی تو دو آنے ضرور نہیں ایک آنہ کافی۔" (فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ 531)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

17 رمضان المکرم 1447ھ/07 مارچ 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

جب ہوں تب واپس کر دینا کہہ کر ادھار دیا تو زکوۃ

فتوی نمبر:2938

سوال: میں نے اپنے دوست کو 4 لاکھ قرض دیا تھا اور یہ کہا تھا کہ جب ہوں تب واپس کر دینا تو کیا اس رقم پر زکوۃ فرض ہے؟

سائل: اکرام مدنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قرض میں دی ہوئی رقم خود یا دوسرے اموال زکوۃ کے ساتھ مل کر نصاب کو پہنچے تو اس پر زکوۃ فرض ہے مگر ادائیگی اس وقت واجب ہو گی جب ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کا کم از کم پانچواں حصہ وصول ہو جائے، قرض دیتے وقت یہ کہنا کہ جب ہوں تب واپس کر دینا، یہ زکوۃ کی فرضیت سے مانع نہیں۔ فتاوی اہلسنت میں اسی طرح کے جواب میں ہے: "صورت مسئولہ میں آپ پر اس قرض کی رقم کی زکوۃ واجب ہو گی مگر اس کی ادائیگی اس وقت واجب ہو گی جب مقدار نصاب سے کم از کم پانچواں حصہ آپ کو وصول ہو جائے، جب پانچواں حصہ وصول ہو جائے گا تو اس پانچویں حصہ کی زکوۃ واجب الادا ہو گی" (فتاوی اہلسنت، کتاب الزکوۃ، صفحہ 260)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

17 رمضان المکرم 1447ھ / 07 مارچ 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

زکوۃ واجب ہونے کے بعد شرعی فقیر

فتوی نمبر: 2937

سوال: مجھ پر 2 شعبان کو زکوۃ فرض ہوتی ہے اس سال میں نے زکوۃ ادا نہیں کی تھی اور شعبان کے آخر میں مجھے اتنا نقصان ہو گیا کہ میں اب شرعی فقیر ہو گیا ہوں کیا جو زکوۃ مجھ پر 2 شعبان کو لازم ہوئی تھی وہ مجھے دینی ہوگی؟

سائل: فہیم مایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

زکوۃ فرض ہونے کے بعد اگر مال اپنے فعل سے ہلاک ہو تو زکوۃ ساقط نہیں ہوتی، آپ کا مال چونکہ آپ کے کاروبار کرنے سے ہلاک ہوا لہذا جو زکوۃ آپ پر فرض ہو گئی تھی وہ آپ کے ذمہ رہے گی، اس کی ادائیگی آپ پر کرنا فرض ہے۔ فتاوی رضویہ میں ہے: "جبکہ مال پر سال گزر گیا اور زکوٰۃ واجب الاداء ہو چکی اور ہنوز نہ دی تھی کہ مال کم ہو گیا، یہ تین حال سے خالی نہیں کہ سببِ کمی استہلاک ہو گا یا تصدّق یا ہلاک (پہلی صورت) استہلاک کے یہ معنی کہ اس نے اپنے فعل سے اُس رقم سے کچھ اتلاف، صرف کر ڈالا، پھینک دیا، کسی غنی کو ہبہ کر دیا۔۔۔۔ اب صورتِ اُولیٰ یعنی استہلاک میں جس قدر زکوۃ سال تمام پر واجب ہولی تھی، اس میں سے ایک حبّہ نہ گھٹے گا یہاں تک کہ اگر سارا مال صرف کر دے اور بالکل نادار محض ہو جائے تاہم قرضِ زکوٰۃ بدستور رہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 10، صفحہ 90، 91)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابوالبنات فراز عطاری مدنی

17 رمضان المکرم 1447ھ / 07 مارچ 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

ڈاکٹر کی فیس نہ بھر سکنے کی صورت میں زکوۃ

فتوی نمبر: 2942

سوال: میں ایک جگہ چیک اپ کروانے گیا وہاں ڈاکٹر کی فیس 400 لکھی تھی اور ساتھ لکھا تھا جو نہیں دے سکتا وہ 200 دے اور 200 زکوۃ میں شمار ہوں گے ایسا کرنے سے ڈاکٹر کی زکوۃ ادا ہو گی؟

سائل: سعید الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

معلوم کی گئی صورت میں ڈاکٹر کی زکوۃ ادا نہیں ہو گی کیونکہ زکوۃ کی ادائیگی میں فقیر شرعی کو مالک بنانا شرط ہے اور یہاں مالک بنانا نہیں پایا جارہا بلکہ قرض کو معاف کرنا پایا جارہا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مریض مستحق زکوۃ ہے اور ڈاکٹر کا گمان غالب ہو جائے تو اس کو 200 روپے اپنے پاس سے زکوۃ کی نیت سے دے دے اور پھر مریض کو کہے کہ مکمل فیس ادا کر دو تو اس طرح ڈاکٹر کی فیس ادا ہو جائے گی۔ بدائع الصنائع میں ہے:" وأداء الدين عن العين لا يجوز بأن كان له على فقير خمسة دراهم وله مائتا درهم عين حال عليها الحول فتصدق بالخمسة على الفقير ناويا عن زكاة المائتين؛ لأنه أداء الناقص عن الكامل فلا يخرج عما عليه "یعنی: عین کی طرف سے دین کی ادائیگی جائز نہیں اس طرح کہ کسی کے فقیر پر پانچ درہم ہیں اور خود اس کے پاس دو سو درہم ہیں جس پر سال گزر چکا ہے تو وہ دو سو درہم کی زکوۃ کی نیت سے پانچ درہم فقیر کو معاف کر دے، اس لیے کہ یہ کامل کی طرف سے ناقص کی ادائیگی ہے تو جو اس پر زکوۃ لازم تھی اس سے بری الذمہ نہ ہوا۔ (بدائع الصنائع، کتاب الزکاۃ، جلد 2، صفحہ 43، دار الکتب العلمیہ)

فتاوی رضویہ میں ہے:"(زکوۃ) دینے میں تملیک شرط ہے، جہاں یہ نہیں جیسے محتاجوں کو بطور اباحت اپنے دستر خوان پر بٹھا کر کھلا دینا یا میت کے کفن دفن میں لگانا یا مسجد، کنواں، خانقاہ، مدرسہ، پل، سرائے وغیرہ بنوانا ان سے زکوۃ ادا نہ ہو گی۔" (فتاوی رضویہ، جلد 10، صفحہ 110)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

05 شوال المکرم 1447ھ / 25 مارچ 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

جانوروں کے لیے اگائی گئی گھاس پر عشر

فتوی نمبر: 2945

سوال: آج کل گھریلو جانوروں کو کھلانے کے لیے با قاعدہ گھاس کاشت کی جاتی ہے تو کیا اس پر عشر ہو گا؟

سائل: سید صدیق شاہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اگر گھاس کو باقاعدہ کاشت کیا جائے تو پھر اس پر عشر واجب ہو گا۔ بہار شریعت میں ہے: ”جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی پیداوار سے زمین کے منافع حاصل کرنا مقصود نہ ہو، ان میں عشر نہیں، جیسے ایندھن، گھاس، نرکل، سینٹھا، جھاؤ، کھجور کے پتے۔ اور اگر نرکل، گھاس، بید، جھاؤ وغیرہ سے زمین کے منافع حاصل کرنا مقصود ہو اور زمین ان کے لیے خالی چھوڑ دی، تو ان میں بھی عشر واجب ہے۔“ (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 5، صفحہ 917)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

05 شوال المکرم 1447ھ / 25 مارچ 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن
Fiqhi Masail Group
AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

خود رو کیکر کے جنگل پر عشر

فتوی نمبر: 2944

سوال: ہمارا علاقہ بارانی ہے تو یہاں خود رو کیکر کے درخت اگتے ہیں جس کو زمیندار ایک جنگل نما بنا لیتے ہیں اور پانی وغیرہ کچھ نہیں دیتے تو کیا اس جنگل کی آمدنی پر عشر ہو گا؟

سائل: محمد عارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

معلوم کی گئی صورت میں ان درختوں پر عشر لازم نہیں۔ بحر الرائق میں ہے: " وکذا لا عشر فیما ھو تابع للأرض کالنحل والأشجار ؛ لأنه بمنزلة جزء الأرض ؛ لأنه يتبعها في البيع، وكذا كل مايخرج من الشجر كالصمغ والقطران لانه لايقصد به الاستغلال "یعنی: اسی طرح زمین کے تابع چیزوں میں عشر نہیں ہے، جیسے شہد کی مکھیاں اور درخت؛ کیونکہ یہ زمین کے جز کی طرح ہیں، اس لیے کہ یہ بیع (خرید و فروخت) میں زمین کے تابع ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح ہر وہ چیز جو درخت سے نکلتی ہے جیسے گوند اور تارکول، اس میں بھی عشر نہیں ہے، کیونکہ ان سے نفع حاصل کرنا مقصود نہیں ہوتا۔ (بحر الرائق، کتاب الزکاۃ، باب العشر، جلد 2، صفحہ 256، دار الکتاب الاسلامی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

05 شوال المکرم 1447ھ / 25 مارچ 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

حج/عمره

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن
Fiqhi Masail Group
AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

محرم کا تکیہ پر منہ رکھ کر سونا

فتوی نمبر:2916

سوال: کیا حالت احرام میں تکیے پر منہ رکھ کر سو سکتے ہیں؟

سائل: اخلاص احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

احرام کی حالت میں تکیے پر منہ رکھ کر سونے سے اگرچہ کفارہ لازم نہیں آئے گا مگر ایسا کرنا منع ہے۔ رفیق الحرمین میں اسی طرح کے سوال کے جواب میں ہے: "وہ (تکیہ) نرمی میں کپڑے کے مشابہ ہے (اس لیے منع کیا گیا) مگر من کل الوجوہ (یعنی ہر طرح سے) کپڑا نہیں (اس لیے کفارہ نہیں)۔"

(رفیق الحرمین، صفحہ 308)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

27 شعبان المعظم 1447ھ / 16 فروری 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

رمی قربانی و حلق سے پہلے طواف الزیارہ کرنا

فتوی نمبر: 2969

سوال: اگر کسی اسلامی بہن کو اندازہ ہو کہ اس کو شرعی عذر 10 ذوالحجہ کو شام یا 11 کی صبح تک آجائے گا تو کیا وہ رمی وغیرہ سے پہلے مزدلفہ سے طواف الزیارہ کرنے جاسکتی ہے؟

سائل: ام سعد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

طواف الزیارہ کا وقت دسویں کی صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے البتہ سنت یہ ہے کہ رمی، قربانی اور حلق کے بعد طواف الزیارہ کیا جائے لیکن کسی نے پہلے بھی کر لیا تو طواف الزیارہ ہو جائے گا البتہ بلا عذر ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور یہاں تو چونکہ شرعی عذر پایا جارہا ہے کہ اگر طواف الزیارہ سے پہلے عذر ہو گیا تو اب مزید پیچیدگی بڑھ جائے گی لہذا یہاں بلا کراہت طواف الزیارہ پہلے کرنا جائز ہے۔ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "﴿أما الترتيب بينه﴾ اى بين طواف الزيارة ﴿وبين الرمي والحلق﴾ اى كونه بعدهما ﴿فسنّة وليس بواجب﴾" یعنی: بہر حال طواف زیارہ اور رمی و حلق میں ترتیب یعنی طواف کا ان دونوں کے بعد ہونا سنت ہے واجب نہیں۔ (المسلک المتقسط شرح المنسک المتوسط، باب طواف الزیارۃ، صفحہ 329، مطبوعہ مکۃ المکرمۃ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

28 شوال المکرم 1447ھ / 17 اپریل 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

مرحوم نے وصیت نہ کی ہو تو حج بدل

فتوی نمبر:2974

سوال: آج حج تربیت میں بتایا گیا کہ حج بدل صرف اسی صورت میں ہو گا جبکہ مرحوم نے وصیت کی ہو کیا ایسا ہی ہے؟

سائل:ام موسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

حج بدل کی شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ جس کی طرف سے حج بدل کیا جارہا ہو اس نے حکم دیا ہو یا وصیت کی ہو لیکن اگر وارث اپنے مرحوم کی طرف سے اپنے مال سے کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، اس صورت میں وصیت نہ بھی کی ہو تو حج بدل ہو جائے گا۔ فتاوی رضویہ میں ہے:"رب عزوجل کی رحمت کہ صرف مالی حصّہ سے اس کی طرف سے حجِ بدل قبول فرماتا ہے، جبکہ وہ وصیت کر جائے اور رحمت پر رحمت یہ کہ وارث کا حج کرانا بھی قبول فرمایا جاتا ہے، اگرچہ میّت نے وصیت نہ کی۔ حجِ بدل والے کو اُسی شہر سے جانا چاہئے، جو شہر میت کا تھا تا کہ مالی صَرف پورا ہو، مکہ معظمہ سے حج کرا دینا اِس میں داخل نہیں۔

(فتاوی رضویہ، جلد 10، صفحہ 662)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

04ذوالقعدۃ الحرام1447ھ /22 اپریل2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن
Fiqhi Masail Group
AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

حج قران میں ہڈی چھپانے والی چپل پہنے رکھی

فتوی نمبر: 2973

سوال: میں نے 2022 میں حج قران کیا اور احرام میں وہ جوتی پہنے رکھی جس سے ٹخنے کی سیدھ والا حصہ چھپا ہوتا تھا اب میرے لیے کیا حکم ہے؟

سائل: حسان خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

سائل نے جو جوتی کی تصویر دکھائی ہے اس میں ابھری ہوئی ہڈی کا درمیان والا حصہ تو کھلا ہے مگر اس کا دایاں اور بایاں حصہ چھپا ہوا ہے، اسی طرح اس میں ٹخنے کی سیدھ والا حصہ بھی پورا چھپا ہے اور یہ سب ملا کر چوتھائی سے زیادہ حصہ بنتا ہے، لہذا حالت احرام میں اگر کسی نے مسلسل 12 گھنٹے ایسی جوتی پہنی تو اس پر دم لازم ہوگا اور اگر 12 گھنٹے سے کم پہنی تو ایک صدقہ فطر لازم ہوگا کیونکہ احرام میں پاؤں کی ابھری ہوئی ہڈی اور ٹخنے کی سیدھ میں آنے والی ہڈی کا کھلا رکھنا ضروری ہے۔ یاد رہے حج قران کرنے والا ممنوعات احرام میں سے کوئی کام کرے تو اس پر دگنا کفارہ لازم ہوتا ہے لہذا دم یا صدقہ کی جو صورت بیان ہوئی اس میں آپ پر دگنا لازم ہوگا یعنی دم کی صورت میں دو دم اور صدقہ کی صورت میں دو صدقے۔ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ ابھری ہوئی ہڈی سے متعلق لکھتے ہیں: "وهو مفصل الساق والقدم فإذا بقي مكشوفا من كل جانب جاز ستر ما وقع تحته من الصدر والعقب والأطراف جميعا" ترجمہ: اور ان ابھری ہڈیوں کی تفسیر یہاں پر یہ کی گئی ہے کہ جو قدم کے درمیان میں تسمہ باندھنے کی جگہ ہوتی ہے اور یہ پنڈلی و قدم کا جوڑ ہے پس جب یہ ہر جانب سے کھلا رہے تو جو اس کے نچلا حصہ ہے، اس کا چھپانا، جائز ہے چاہے وہ قدم کے سامنے کا حصہ ہو یا ایڑی ہو یا بقیہ تمام اطراف ہو۔ (جد الممتار، جلد 4، صفحہ 313)

درمختار میں ہے: "﴿وكل ما على المفرد به دم بسبب جنايته على إحرامه﴾ يعني بفعل شيء من محظوراته لا مطلقا، ۔۔۔ ﴿فعلى القارن﴾ ومثله متمتع ساق الهدي ﴿دمان، وكذا الحكم في الصدقة﴾" یعنی: ہر وہ ممنوع احرام جس کے سبب مفرد پر ایک دم ہے یعنی ممنوع کے ارتکاب سے نہ کہ مطلقا تو قارن اور جو اس کی مثل ہے جیسا کہ ھدی ساتھ لے جانے والا متمتع ان پر دو دم ہیں صدقہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (درمختار، کتاب الحج، صفحہ 170، دار الکتب العلمیہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

04 ذوالقعدۃ الحرام 1447ھ / 22 اپریل 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

طواف میں بیوی کا ہاتھ پکڑنا

فتوی نمبر:2989

سوال: کیا طواف کے دوران شوہر اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ سکتا ہے؟

سائل: محمد جاوید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

حالت احرام میں اگر کسی شخص نے بیوی کو شہوت کے ساتھ چھوا تو اس پر دم لازم آئے گا لہذا جو طواف حالت احرام میں کیا جائے گا اس میں احتیاط کرنی ہوگی کہ بیوی کو چھوتے وقت شہوت نہ ہو، شہوت نہ ہو تو ہاتھ پکڑنے میں حرج نہیں۔لباب المناسک میں ہے:"قبل او لمس بشهوة فانزل او لم ينزل فعليه دم"یعنی: مرد نے عورت کو شہوت سے بوسہ دیا یا چھوا تو چاہے انزال ہو یا نہ ہو اس پر دم لازم ہے۔

(لباب المناسک، کتاب الجنایات، فصل فی حکم دواعی الجماع، صفحہ 212، دار قرطبہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالبنات فراز عطاری مدنی

24ذوالقعدۃ الحرام1447ھ /12 مئی2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

حج تمتع میں طواف الزیارہ کے بعد سعی نہ کرنا

فتوی نمبر:2996

سوال: مجھے کسی نے بتایاہے کہ حج تمتع میں طواف الزیارہ کے بعد سعی ضروری نہیں کیامسئلہ اسی طرح ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سائل: شہزادیوسف

حج کی سعی تو تمام قسم کے حاجیوں پر واجب ہے جوحج کا احرام باندھنے کے بعد حج کے مہینوں میں کبھی بھی کی جاسکتی ہے لیکن حاجی اگرحج سے پہلے حج کی سعی سے فارغ ہوناچاہے توحکم یہ ہے کہ حج تمتع کرنے والایاغیر آفاقی مفرد(حج افراد کرنے والا وہ جو میقات کے باہر سے نہیں آیا)حج کا احرام باندھنے کے بعد نفلی طواف کر کے سعی کرلیں توان کی حج کی سعی اداشرح لباب المناسک میں ہے:"ان السعی من الواجبات"یعنی:حج کی سعی واجبات میں سے ہے۔ (شرح لباب المناسک، باب السعی بین الصفاوالمروۃ، صفحہ252، المکتبہ الامدادیہ)

فتاوی رضویہ میں ہے:"مفرد(آفاقی) و قارن توحج کے رمل و سَعی سے طواف قدوم میں فارغ ہو لیے، مگر متمتع نے جو طواف و سَعی کیے، وہ عمرہ کے تھے، حج کے رمل و سَعی اُس سے ادانہ ہوئے اور اس پر طواف قدوم ہے نہیں کہ قارِن کی طرح اُس میں یہ امور کرکے فراغت پالے، لہذا اگر وہ (متمتع) بھی پہلے سے فارغ ہولیناچاہے، توجب حج کا احرام باندھے گااس کے بعد ایک نفل طواف میں رمل وسَعی کرے اب اسے طواف زیارت میں اِن کی حاجت نہ ہو گی۔ (فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ 744)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالبنات فرازعطاری مدنی

01ذوالحجۃالحرام1447ھ/19مئی2026ء

الرضاقرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمدانس رضاقادری

محرم کا آئی ماسک لگانا

فتوی نمبر: 2994

سوال: حج کے دوران حاجیوں کو آئی ماسک دیا جارہا ہے کیا محرم وہ لگا سکتا ہے؟

سائل: بنت غلام یسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

حالت احرام میں چہرہ کا کوئی حصہ چھپا نہیں سکتے لہذا محرم کو آئی ماسک لگانے کی شرعا اجازت نہیں، اگر آئی ماسک سے چہرے کا کم از کم چوتھائی حصہ چھپ گیا یا چوتھائی سے کم چار پہر یا زیادہ چھپا رہا یا چوتھائی سے کم چار پہر سے کم چھپا تو کفارے کی صورتیں بنیں گے اور گناہ بھی ہو گا۔ فتاوی رضویہ میں ہے: "مرد خواہ عورت منہ کی ٹکلی ساری یا چہارم چار پہر یا زیادہ لگاتار چھپائیں تو دم ہے اور چہارم سے کم چار پہر تک یا زیادہ لگاتار چھپائیں تو دم ہے اور چہارم سے کم چار پہر تک یا چار سے کم اگرچہ سارا سر یا منہ تو صدقہ ہے اور چہارم سے کم کو چار پہر سے کم تک چھپائیں تو گناہ ہے کفارہ نہیں۔" (فتاوی رضویہ، جلد 10، صفحہ 758)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

01 ذوالحجۃ الحرام 1447ھ / 19 مئی 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

نکاح / طلاق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

Fiqhi Masail Group

AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

تین طلاقوں کا اقرار

فتوی نمبر: 2908

سوال: شوہر اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں اور اس کی ویڈیو بھی موجود ہے جبکہ بیوی کا کہنا ہے کہ اس نے سنا نہیں اس لیے طلاق نہیں ہو گی تو اب کیا شرعی حکم ہے؟

سائل: احمد رضا عرف بلوچ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اگر شوہر اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں تو تین طلاقیں ہو گئیں، طلاق ہونے کے لیے بیوی کا سننا شرط نہیں۔ حبیب الفتاوی میں ہے: "طلاق کے اقرار سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اگرچہ اقرار جھوٹا ہو۔"

(حبیب الفتاوی، جلد2، صفحہ 379،380، شبیر برادرز)

فتاوی فیض الرسول میں ہے: "طلاق شوہر کے اقرار سے ثابت ہوتی ہے۔۔ اگر سلمہ کا شوہر طلاق دینے کا اقرار کرلے یا گواہان عادل ہوں تو طلاق کے واقع ہونے کا حکم کیا جائے گا۔" (فتاوی فیض الرسول، جلد2، صفحہ 180، شبیر برادرز)

فتاوٰی خلیلیہ میں ہے: "طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو یا غیر حاملہ، موجود ہو یا غیر موجود، اسے معلوم ہو یا نہ معلوم ہو بہر حال طلاق واقع ہو جائے گی۔" (فتاوی خلیلیہ، جلد 2، صفحہ 256، ضیاء القرآن پبلیکشنز)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــہ

ابوالبنات فراز عطاری مدنی

17 شعبان المعظم 1447ھ /06 فروری 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

ہاں کہنے سے نکاح

فتوی نمبر: 2912

سوال: اگر کسی کو لڑکے کا وکیل بنا کر لڑکی کے پاس بھیجا اور اس نے چند افرادی موجودگی میں کہا میں نے آپ کا نکاح اتنے مہر کے عوض فلاں بن فلاں سے کیا تو لڑکی کہے ہاں تو نکاح ہو جائے گا؟

سائل: بنت زکریا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اگر کسی شخص نے بطور وکیل دو مسلمان بالغ مردوں یا ایک مرد دو عورتوں کی موجودگی میں لڑکی سے سوال میں ذکر کیے گئے الفاظ کہے اور لڑکی نے اس کے جواب میں ہاں کہا تو نکاح ہو جائے گا۔ بہار شریعت میں ہے: " عورت سے کہا تو میری ہو گئی، اُس نے کہا ہاں۔۔ نکاح ہو جائے گا۔" (بہار شریعت، جلد 2، حصہ 7، صفحہ 9)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

23 شعبان المعظم 1447ھ / 12 فروری 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن
Fiqhi Masail Group
AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

اگر کپڑے استری کیے تو تو میری بیوی نہیں

فتوی نمبر: 2920

سوال: میں نے غصہ میں اپنی بیوی کو کہا کہ اگر اب تو نے میرے کپڑے استری کیے تو تو میری بیوی نہیں میری اس سے طلاق کی نیت نہیں تھی اب کیا حکم ہے؟

سائل: محمد الطاف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

معلوم کی گئی صورت میں طلاق واقع نہیں ہو گی اگرچہ طلاق کی نیت ہو۔ فتاوی مفتی اعظم ہند میں ہے: "نہ تو میری عورت نہ میں تیرا خاوند برمذہب مختار الفاظ طلاق طلاق سے نہیں۔ یہ اگر بہ نیت طلاق بھی کہے ہوں ان سے طلاق نہ ہو گی۔۔۔ عالمگیری میں ہے: "اگر شوہر کہے تو میری بیوی نہیں تو برمذہب مختار طلاق واقع نہ ہو گی اگرچہ بہ نیت کہا ہو۔"

(فتاوی مفتی اعظم ہند، کتاب الطلاق، جلد 4، صفحہ 404، شبیر برادرز)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــہ

ابوالبنات فراز عطاری مدنی

05 رمضان المکرم 1447ھ / 23 فروری 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

باپ کی دوسری بیوی کی بہن سے نکاح

فتوی نمبر: 2931

سوال: ایک شخص نے دوسرا نکاح کیا تو اس شخص کا بیٹا باپ کی دوسری بیوی کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے؟

سائل: ناصر منیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

باپ اور بیٹا دو بہنوں سے نکاح کریں یعنی باپ جس عورت سے نکاح کرے اس کا بیٹا اس عورت کی بہن سے نکاح کر لے، یہ جائز ہے۔ فتاوی رضویہ میں ہے: "شرعاً جائز ہے کہ ایک بہن کا نکاح باپ اور دوسری کا بیٹے سے ہو، اس میں کچھ حرج نہیں جبکہ کوئی مانع شرعی اور وجہ سے نہ ہو۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 11، صفحہ 510)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

11 رمضان المکرم 1447ھ / 01 مارچ 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

تین بار لکھا آزاد کرتا ہوں

فتوی نمبر:2943

سوال: اگر کسی شخص نے اس طرح لکھا کہ میں اپنی بیوی مثلا اسما کو اپنے نکاح سے آزاد کرتا ہوں آزاد کرتا ہوں آزاد کرتا ہوں تو کیا حکم ہے؟

سائل: سمیرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس مسئلہ میں کچھ تفصیل ہے، اگر مذاکرہ طلاق یا غضب کی حالت میں لکھا تو بغیر نیت طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر حالت رضا میں لکھا تو اگر طلاق کی نیت تھی تو طلاق ہو جائے گی، نیز پہلی بار لکھنے سے تین کی نیت کی تو تین ہی واقع ہوں گی اور ایک یا دو کی نیت کی تو ایک ہی واقع ہوگی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا "ایک شخص نے بحالتِ غصّہ اپنی زوجہ سے بہ نیتِ طلاق ایک وقت میں تین بار کہا کہ "میں نے تجھے آزاد کیا" اس صورت میں کون سی طلاق واقع ہوگی مغلظ یا بائنہ یا رجعی؟" اس کے جواب میں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: "صورتِ مسئولہ میں عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوئی یعنی عورت نکاح سے نکل گئی، زوج کو اس پر کوئی اختیار جبر نہ رہا وہ عدّت کے بعد جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے مگر حلالہ کی اصلاً حاجت نہیں جب کہ اس بار سے پہلے کبھی دو طلاقیں اس عورت کو نہ دے چکا ہو، زن و مرد اگر راضی ہوں تو شوہر عدت میں اور بعد عدت اس سے نکاح جدید کر سکتا ہے، یہاں تین طلاق کا حکم دینا یوں غلط ہے کہ تمام متون و شروح و فتاوٰی میں تصریح ہے کہ کنایہ بائنہ طلاق بائن کے بعد طلاق جدید نہیں ٹھہرتا بلکہ اسی طلاق اول سے اخبار ہوتا ہے الا ان ینص بما لایحتملہ (مگر ایسے الفاظ سے واضح کہے جو اسی طلاق اول سے اخبار کا احتمال نہ رکھتے ہوں)" (فتاوی رضویہ، جلد12، صفحہ 585)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

05 شوال المکرم 1447ھ / 25 مارچ 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

اگر میں نے تمہیں میسج کیا تو تم مجھ پر حرام

فتوی نمبر: 2959

سوال: شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر اب میں نے تمہیں میسج کیا تو تم مجھ پر حرام ہو پھر اس نے اپنی بیوی کو میسج کیا تو کیا حکم ہے؟

سائل: حورین فاطمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

شوہر کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ اگر میں نے تمہیں اب میسج کیا تو تم مجھ پر حرام، تعلیق طلاق ہے اور جب اس نے میسج کر دیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔ ھدایہ میں ہے: "اذا اضافه الى شرط وقع عقيب الشرط مثل ان يقول لامراته ان دخلت الدار فانت طالق" یعنی: جب طلاق کو کسی شرط پر معلق کیا تو شرط پائی جانے کے فورا بعد طلاق واقع ہو جائے گی جیسا کہ وہ اپنی بیوی سے کہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق۔ (ھدایہ، کتاب الطلاق، باب الایمان فی الطلاق، جلد 1، صفحہ 244، دار احیاء التراث العربی)

فتاوی رضویہ میں ہے: "متاخرین نے کہا "تو مجھ پر حرام ہے" کہنے میں طلاق بائنہ ہو گی، عرف کی وجہ سے نیت کے بغیر واقع ہو گی۔ (فتاوی رضویہ، جلد 12، صفحہ 560)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــہ

ابن اسماعیل حنفی

24 شوال المکرم 1447ھ / 13 اپریل 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

ایک سال میں اپنی بیوی کو طلاق نہ دی تو میری بیوی کو طلاق طلاق طلاق

فتوی نمبر:2962

سوال: شوہر نے اپنی پہلی بیوی سے کہا کہ اگر ایک سال کے اندر میں نے اپنی دوسری بیوی کو طلاق نہ دی تو میری دوسری بیوی کو طلاق طلاق طلاق اس کا کیا حکم ہے؟

سائل:انجم شاہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

معلوم کی گئی صورت میں اس کی بیوی کو دو طلاقیں رجعی فوراً ہو گئیں جب کہ ایک طلاق معلق ہو گی، اگر عدت میں یا رجوع کے بعد ایک سال کے اندر اس نے تیسری طلاق دی تو طلاق مغلظہ ہو جائے گی اور اگر خود نہیں دی اور دو کے بعد عدت کے اندر رجوع کر لیا تھا تو ایک سال کے بعد معلق کی گئی تیسری طلاق واقع ہو جائے گی، اس صورت میں بھی طلاق مغلظہ ہو گئی، البتہ عدت میں رجوع نہیں کیا تو تعلیق کے باطل ہونے کے سبب تیسری واقع نہیں ہو گی۔ پہلی دو طلاقیں ہونے کا سبب یہ ہے کہ اگر مدخولہ کو حرف عطف (مثلاً اردو میں اور) کے بغیر ایک سے زیادہ مرتبہ طلاق کے الفاظ کہے تو صرف ایک معلق ہوتی ہے باقی فوراً واقع ہو جاتی ہیں۔ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "فان ذکرہ بغیر حرف العطف ان کان الشرط مقدماً فقال: ان دخلت الدار فانت طالق طالق طالق وھی غیر مدخولۃ فالاول معلق بالشرط والثانی یقع للحال والثالث لغوثم اذا تزوجھا و دخلت الدار ینزل المعلق وان دخلت بعد البینونۃ قبل التزوج حنث ولا یقع شئی وان کانت مدخولۃ فالاول معلق بالشرط والثانی والثالث یقعان فی الحال" یعنی: تو اگر تعلیق کو حرف عطف کے بغیر ذکر کیا اگر شرط مقدم ہو پس اس نے کہا تو اگر گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے جبکہ وہ غیر مدخولہ ہو تو پہلی شرط کے ساتھ معلق ہو گی اور دوسری فوراً واقع ہو جائے گی اور تیسری لغو جائے گی پھر جب وہ اس سے نکاح کر لے اور بیوی گھر میں داخل ہو جائے تو معلق بھی واقع ہو جائے گی اور اگر وہ بائنہ ہونے کے بعد نکاح سے پہلے داخل ہوئی تو قسم ختم ہو جائے گی اور طلاق واقع نہیں ہو گی اور اگر وہ مدخولہ ہو تو پہلی شرط کے ساتھ معلق ہو گی اور دوسری اور تیسری فوراً واقع ہو جائے گی۔

(جد الممتار، جلد5، صفحہ66)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

24شوال المکرم1447ھ/13اپریل2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

میری بھابھی سے بات کی تو تجھے تین طلاق

فتوی نمبر: 2971

سوال: شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تم نے میری بھابھی سے بات کی تو تجھے تین طلاقیں اتفاق سے بھابھی کمرے کے باہر آئی اور اس نے کہا کھانا لگالوں بھائی جان ان کا کمرہ بند تھا بیوی کو اندازہ نہیں ہوا اس نے کہہ دیا یا لگا دو اب کیا حکم ہے؟

سائل: ام حیدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

معلوم کی گئی صورت میں اس عورت پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ تفصیل یہ ہے کہ شوہر کی طرف سے بھابھی سے بات کرنے پر طلاق کو معلق کیا گیا تھا، اب بیوی نے قصدا بات کی یا بلا قصد، جان کر کی یا بھول کر، شرط پائی گئی لہذا طلاق واقع ہو جائے گی۔ فتاوی رضویہ میں ہے: "ایک شخص نے اپنی بیوی کو کسی اجنبی کے ساتھ باتیں کرتی ہوئی پالیا تو اس نے قسم کھائی کہ اگر اس کے بعد تو نے بیگانے شخص سے بات کی تو تجھے طلاق، تو اس کے بعد بیوی نے خاوند کے غیر محرم شاگرد سے بات کی یا اس گھر میں آنے جانے والے واقف کار غیر محرم سے بات کی یا بیوی کے غیر محرم رشتہ دار شخص نے بیوی سے بات کر لی تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ اقول: (میں کہتا ہوں) یہ اس لئے کہ قبل ازیں خاوند، بیوی پر اعتماد کرتے ہوئے ان مذکور لوگوں کے بارے میں رواداری سے کام لیتا رہا، تو جب اس نے بیوی کو خالص اجنبی شخص سے باتیں کرتے ہوئے دیکھ لیا تو اس نے بیوی کی رسی کو تنگ کرتے ہوئے مطلقاً ہر غیر محرم سے بات کرنا ممنوع قرار دیا تو اس احتمال کے ہوتے ہوئے یہ قسم دلالتِ حال کی وجہ سے مقید نہ ہو گی بلکہ یہ قسم اپنے الفاظ کے عموم پر باقی رہے گی اور ہر غیر محرم کو شامل ہو گی" (فتاوی رضویہ، جلد 13، صفحہ 564)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

02 ذوالقعدۃ الحرام 1447ھ / 20 اپریل 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

الجواب صحیح

مفتی محمد انس رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

Fiqhi Masail Group

AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

شوہر کا رضاعی باپ محرم ہے یا نہیں

فتوی نمبر: 2997

سوال: شوہر کا رضاعی والد محرم ہے یا نہیں؟

سائل: شہزاد یوسف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

شوہر کا رضاعی والد نا محرم ہے اس سے پردہ کرنا ہو گا کیونکہ رضاعت ثبوت حرمت میں نسب کی طرح ہے اور سسر نسب کی وجہ سے حرام نہیں بلکہ مصاہرت کے سبب حرام ہے۔ مبسوط سرخسی میں ہے: "ان الرضاع من اسباب التحریم وانہ بمنزلۃ النسب فی ثبوت الحرمۃ" یعنی: رضاعت حرمت کے اسباب میں سے ہے اور یہ حرمت کے ثبوت میں نسب کی جگہ پر ہے۔

(مبسوط سرخسی، کتاب النکاح، باب الرضاع، جلد 5، صفحہ 132، دار المعرفہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

01 ذوالحجۃ الحرام 1447ھ / 19 مئی 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

میں نے تجھے قید سے چھوڑ دیا کہنے کا حکم

فتوی نمبر:2999

سوال: میاں بیوی ہنسی مذاق کر رہے تھے شوہر نے کہا میں نے تجھے باندھ کر رکھا ہے بیوی نے کہا جی باندھ کر رکھا ہے شوہر نے کہا تو پھر چھوڑ دو مجھے تو بیوی نے کہا آپ چھوڑ دو میں کیوں چھوڑوں تو شوہر نے کہا میری طرف سے آزاد ہے کیونکہ میں نے تجھے باندھ کر رکھا ہے تو اس صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی جبکہ شوہر کی نیت طلاق کی نہیں تھی؟

سائل: بنت مغل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

معلوم کی گئی صورت میں طلاق واقع نہیں ہو گی کہ اولا سائلہ کے مطابق مذاق کا ماحول تھا اور شوہر کی طلاق کی نیت نہیں تھی نہ ہی غصہ یا مطالبہ طلاق تھا اور دوسری بات یہ ہے شوہر نے صراحت کر دی کہ میں نے تجھے باندھ کر رکھا ہے تو آزاد کیا، تو اگر واقعی شوہر نے باندھا ہوا تھا اور سے چھوڑنا مراد تھا تو اس صراحت کے سبب اس کی بات مان لی جائے گی۔ بہار شریعت میں ہے:" عورت کو کہا میں نے تجھے چھوڑا اور کہتا ہے میرا مقصود یہ تھا کہ بندھی ہوئی تھی اُس کی بندش کھول دی یا مقید تھی اب چھوڑ دی تو یہ تاویل سُنی نہ جائیگی ہاں اگر تصریح کر دی کہ تجھے قید یا بندش سے چھوڑا تو قول مان لیا جائیگا۔" (بہار شریعت، جلد2، حصہ 8، صفحہ 119)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

04 ذوالحجۃ الحرام 1447ھ / 21 مئی 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

قسم

نہ دیکھنے کی قسم کھائی پھر موبائل میں تصویر دیکھی

فتوی نمبر: 2941

سوال: کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کو نہیں دیکھوں گا اگر اس نے موبائل میں اس کی تصویر یا ویڈیو دیکھ لی تو کیا حکم ہے؟

سائل: بنت افضل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

معلوم کی گئی صورت میں قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ قسم میں وہ معنی مراد ہوتے ہیں جو عرف میں استعمال ہوتے ہیں اور کسی کو نہ دیکھنے کی قسم سے مراد اس سے بات چیت نہ کرنا، اس کے گھر نہ جانا یا اس سے ملاقات نہ کرنا ہوتی ہے، موبائل میں تصویر دیکھنا مراد نہیں ہوتی۔ عالمگیری میں ہے: "الاصل ان الفاظ المستعملة فی الایمان مبنية علی العرف عندنا" یعنی: اس میں قاعدہ یہ ہے کہ قسم میں جو الفاظ استعمال کیے گئے اس کی بنیاد عرف پر ہوگی ہمارے نزدیک۔ (عالمگیری، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 68)

بہار شریعت میں ہے: "یہاں ایک قاعدہ یاد رکھنا چاہیے جس کا قسم میں ہر جگہ لحاظ ضرور ہے وہ یہ کہ قسم کے تمام الفاظ سے وہ معنے لیے جائیں گے جن میں اہل عرف استعمال کرتے ہوں مثلاً کسی نے قسم کھائی کہ کسی مکان میں نہیں جائیگا اور مسجد میں یا کعبہ معظمہ میں گیا تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچہ یہ بھی مکان ہیں یوں ہی حمام میں جانے سے بھی قسم نہیں ٹوٹے گی۔"

(بہار شریعت، جلد 2، حصہ 9، صفحہ 319)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

05 شوال المکرم 1447ھ / 25 مارچ 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

وقف

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن
Fiqhi Masail Group
AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

وقف کے مال سے کاروبار کیا اس کے نفع کا حکم

فتوی نمبر: 2932

سوال: اگر کسی نے وقف کے مال سے کاروبار کیا اور اس سے نفع ہوا تو اس نفع کا کیا حکم ہے؟

سائل: شاکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

وقف کے مال سے کاروبار کرنا حرام ہے اگرچہ اس سے نفع ہو، لہذا ایسا کرنے والے پر توبہ لازم اور جو نفع ہوا اس کو وقف کر دے یا صدقہ کر دے مگر وقف کرنا بہتر ہے، اپنے استعمال میں نہیں لا سکتا۔ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "تو یہ عقد حرام در حرام ظلم در ظلم ظلمات بر ظلمات ہے، واجب الرد ہے۔۔۔ اور جو کچھ اس سے زائد حاصل کرے گا وہ بھی اسے حلال نہیں وقف کر دے یا تصدق کرے اور اول اولی ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 16، صفحہ 196)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

11 رمضان المکرم 1447ھ / 01 مارچ 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

قربانی

سال بھر کا راشن قربانی کے نصاب میں شامل ہو گا یا نہیں

فتوی نمبر: 2987

سوال: اگر کسی کے پاس سال بھر کا راشن ہو تو کیا یہ حاجت اصلیہ میں شمار ہو گا کیا اس کی وجہ سے قربانی واجب ہو گی؟

سائل: شاہد مدنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

سال بھر کا ضروری راشن حاجت اصلیہ میں سے ہے کیونکہ نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ازواج مطہرات کے گھروں میں سال بھر کا راشن ڈلوا دیا کرتے تھے لہذا اگر کسی کے پاس سال بھر کا راشن نصاب کے برابر ہے تو فقط اس وجہ سے قربانی واجب نہیں ہو گی۔ شامی میں ہے: "ولو عندہ طعام للقوت یساوی مائتی درھم فان کان کفایۃ شھر یحل او کفایۃ سنۃ قیل لا یحل وقیل یحل لانہ مستحق الصرف الی الکفایۃ فیلحق بالعدم وقد ادخر علیہ السلام لنسائہ قوت سنۃ" یعنی: اور اگر شرعی فقیر کے پاس کھانے پینے کا سامان ہو جو قیمت میں دو سو درہم کے برابر ہو، تو اگر وہ ایک مہینے کی کفایت کے لیے ہو تو (زکوۃ لینا) حلال ہے، اور اگر ایک سال کی کفایت کے لیے ہو تو ایک قول یہ ہے کہ حلال نہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ حلال ہے؛ کیونکہ وہ اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس مال کو خرچ کرنے کا مستحق ہے، لہذا یہ مال نہ ہونے کے حکم میں شمار ہو گا۔ اور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی ازواجِ مطہرات کے لیے ایک سال کا خرچ ذخیرہ فرمایا کرتے تھے۔ (شامی، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، جلد 3، صفحہ 346، دار الفکر)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

24 ذو القعدۃ الحرام 1447ھ / 12 مئی 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

قربانی کے جانور کا حصہ بیچنا

فتوی نمبر: 2993

سوال: میں نے اجتماعی قربانی میں حصہ لیا ہے اب میں بکرا لینا چاہتا ہوں کیا یہ حصہ میں کسی اور کو بیچ سکتا ہوں؟

سائل: معین قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

غنی کا اجتماعی قربانی میں حصہ لینے کے بعد اپنے حصے کو بیچنا مکروہ ہے مگر بیچا تو قربانی ہو جائے گی اور گناہ نہیں جبکہ پہلے سے زیادہ قیمت کا جانور خریدے، جس پر قربانی واجب نہیں وہ اس حصے کو کسی صورت میں نہیں بیچ سکتا۔ فتاوی عالمگیری میں ہے: "ولو اشترى بقرة يريد أن يضحي بها، ثم أشرك فيها ستة يكره ويجزيهم؛ لأنه بمنزلة سبع شياه حكماً، إلا أن يريد حين اشتراها أن يشركهم فيها فلا يكره، وإن فعل ذلك قبل أن يشتريها كان أحسن، وهذا إذا كان موسراً، وإن كان فقيراً معسراً فقد أوجب بالشراء فلا يجوز أن يشرك فيها" یعنی: اگر کسی نے قربانی کی نیت سے گائے خریدی پھر اس میں چھ افراد کو شریک کر لیا تو یہ مکروہ ہے اور سب کی قربانی ہو جائے گی، اس لئے کہ حکما یہ سات بکریوں کی طرح ہے، لیکن خریدتے وقت ہی دوسروں کو شامل کرنے کا ارادہ ہو تو مکروہ نہیں، اگر خریدنے سے پہلے ہی دوسروں کو شامل کرلے تو یہ بہتر ہے، اور یہ ساری صورت اس وقت ہے کہ خریدنے والا غنی ہو، اگر خریدنے والا فقیر ہو تو قربانی کی نیت سے جانور خریدتے ہی اس پر اسی جانور کی قربانی واجب ہوگئی اور اس میں کسی کو شامل کرنا ناجائز ہے۔

(فتاوی عالمگیری، جلد 5، کتاب الاضحیہ، باب فیما یتعلق بالشرکۃ فی الضحایا، صفحہ 376، دار الکتب العلمیہ)

جد الممتار میں ہے: " ولكن يجوز استبدالها بخير منها عند ابي حنيفة و محمد رحمهما الله تعالى " یعنی: اور لیکن طرفین کے نزدیک اس جانور کو اس سے بہتر سے بدلنا جائز ہے۔ (جد الممتار، کتاب الاضحیۃ، جلد 6، صفحہ 459،460، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

24 ذو القعدۃ الحرام 1447ھ / 12 مئی 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن
Fiqhi Masail Group
AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

ایک ملک سے دوسرے ملک میں قربانی کروانا (قربانی 2026)

فتوی نمبر: 2995

سوال: اس سال 2026 میں پاکستان سمیت کئی ممالک میں قربانی ایک ہی دن ہے لیکن کئی ملکوں کے درمیان اوقات کار کا کافی فرق ہے اس حوالے سے رہنمائی فرمائیں کہ اجتماعی قربانی میں بیرون ملک والوں کے جو حصے ہیں انکی قربانی کب کی جائے؟

سائل: محمد عزیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

سب سے پہلے تو یہ مسئلہ یاد رکھیں کہ بیرون ملک سے قربانی کروانے کی صورت میں دونوں ملکوں میں قربانی کا وقت موجود ہونا ضروری ہے، اگر دونوں میں سے ایک جگہ بھی قربانی کا وقت شروع نہیں ہوا یا ختم ہو گیا تو قربانی نہیں ہو گی۔ کئی ممالک میں اوقات کار کا زیادہ فرق نہیں ہوتا ہے تو جس جگہ قربانی کرنی ہے مثلاً پاکستان اس جگہ شہر میں کسی ایک جگہ بھی نماز عید پڑھ لی گئی یا گاؤں میں ہونے کی صورت میں صبح صادق ہو گئی اور جس جگہ سے قربانی کروائی جا رہی ہے مثلاً یو کے، وہاں صبح صادق ہو گئی تو اب پاکستان میں یہ قربانی کی تو درست ہے کہ دونوں جگہ قربانی کا وقت موجود ہے، لیکن جن ممالک میں اوقات کا زیادہ فرق ہے وہاں کے لیے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے مثلاً امریکہ کہ وہاں سے پاکستان کا 9 سے 12 گھنٹے کا فرق ہے تو اس صورت میں جب تک امریکہ میں صبح صادق نہیں ہو گی پاکستان میں اس کی قربانی نہیں ہو سکتی، لہذا بیرون ممالک کی قربانیوں کے لیے اوقات کی صحیح معلومات حاصل کر کے ہی اجتماعی قربانی کے جانور ذبح کیے جائیں۔ عالمگیری میں ہے: ” ولو كان الرجل بالسواد وأهله بالمصر لم تجز التضحية عنه إلا بعد صلاة الإمام، وهكذا روى عن أبي يوسف رحمه الله تعالى، وروى عنهما أيضًا إن الرجل إذا كان في مصر وأهله في مصر آخر فكتب إليهم ليضحوا عنه فإنه يعتبر مكان التضحية فينبغي أن يضحوا عنه بعد فراغ الإمام من صلاته في المصر الذي يضحي عنه فيه “یعنی: اور اگر آدمی دیہات میں ہو اور اس کے اہل وعیال شہر میں ہوں تو اس کی طرف سے قربانی امام کی نماز عید پڑھ لینے کے بعد ہی جائز ہو گی۔ اسی طرح امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے، اور صاحبین رحمہما اللہ سے بھی یہی روایت منقول ہے بے شک اگر کوئی شخص ایک شہر میں ہو اور اس کے اہل وعیال دوسرے شہر میں ہوں، پھر وہ اُنہیں اپنی طرف سے قربانی کرنے کے لیے لکھ بھیجے، تو اس صورت میں قربانی کی جگہ کا اعتبار ہو گا۔ لہذا جس شہر میں اُس کی طرف سے قربانی کی جا رہی ہو، وہاں کے امام کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہی اس کی طرف سے قربانی کی جائے۔“

(عالمگیری، کتاب الاضحیۃ، جلد 5، صفحہ 296، دار الفکر)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

01 ذوالحجۃ الحرام 1447ھ / 19 مئی 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

خرید و فروخت

چاندی خریدنے پر پرچی دینا

فتوی نمبر: 2901

سوال: آج کل لوگ سونے چاندی کی خرید و فروخت بہت زیادہ کر رہے ہیں مگر ہر جگہ ڈیلوری فورا نہیں ملتی بلکہ خصوصا چاندی کی خریداری پر ایک پرچی دے دی جاتی ہے اور چاندی ایک یا دو دن بعد ملتی ہے اور پے مینٹ فورا دینی ہوتی ہے ایسا کرنا کیسا؟

سائل: شاہزیب اسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

کرنسی نوٹ کے بدلے اگر سونے یا چاندی کی خرید و فروخت کی جائے تو اس میں ادھار اور کمی بیشی دونوں جائز ہے کیونکہ یہاں سود کی علت نہیں پائی جارہی یعنی دونوں کی جنس بھی مختلف ہے اور دونوں کی قدر (مکیلی یا موزونی ہونا) ایک نہیں کہ چاندی وزن سے بکتی ہے اور کرنسی نوٹ عددی ہیں، لہذا چاندی کی خریداری پر پہلے پے مینٹ کرنا اور بطور نشانی پرچی یا رسید دے کر ایک دو دن بعد ڈیلوری کرنا جائز ہے۔ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ” فاقول: اولا نص علماؤنا قاطبة ان علة حرمة الربا القدر المعهود بكيل او وزن مع الجنس فان وجدا حرم الفضل و النسأ و ان عدما حلا و ان وجد احدهما حل الفضل و حرم النسأ و هذه قاعدة غير منخرمة و عليها تدور جميع فروع الباب “ فاقول: (تو میں کہتا ہوں) اولاً ہمارے جمیع علماء رحمہم اللہ تعالی نے تصریح فرمائی کہ حرمت ربا کی علت وہ خاص اندازہ یعنی ناپ یا تول ہے۔ اتحاد جنس کے ساتھ، تو اگر قدر و جنس دونوں پائی جائیں، تو بیشی اور ادھار دونوں حرام ہیں اور اگر وہ دونوں نہ پائی جائیں، تو حلال ہیں اور اگر دونوں میں سے ایک پائی جائے، تو بیشی حلال اور ادھار حرام ہے اور یہ ایک عام قاعدہ ہے جو کہیں منتقض نہیں اور بابِ ربا کے جمیع مسائل اسی پر دائر ہیں۔“ (فتاوی رضویہ، جلد 17، صفحہ 446)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

05 شعبان المعظم 1447ھ / 25 جنوری 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

عام پینے کے پانی میں آب زم زم ملا کر بیچنا

فتوی نمبر: 2961

سوال: عام پینے کے پانی میں آب زم زم ملا کر بیچنا کیسا؟

سائل: عادل قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

پینے کے پانی میں زم زم ملا کر بیچنا شرعا جائز ہے جبکہ دھوکہ کی کوئی صورت نہ ہو اور آب زم زم کے حصول میں بھی کوئی غیر شرعی وغیر قانونی معاملہ نہ کرنا پڑتا ہو لیکن یاد رہے عام پینے کے پانی میں آب زم زم ملا کر اس کو زم زم کہہ کر بیچنا درست نہیں کہ اس میں دھوکے کا عنصر ہے، اسی طرح زم زم عام پانی سے کم ہو تو اس کو کھڑے ہو کر پینا خلاف سنت ہے۔بہار شریعت میں بیع کی شرائط میں ہے: " مبیع کا موجود ہونا مال متقوم ہونا۔ مملوک ہونا۔ مقدور التسلیم ہونا ضرور ہے اور اگر بائع اُس چیز کو اپنے لیے بیچتا ہو تو اُس چیز کا ملک بائع میں ہونا ضروری ہے۔ جو چیز موجود ہی نہ ہو بلکہ اس کے موجود نہ ہونے کا اندیشہ ہو اُس کی بیع نہیں۔" (بہار شریعت، جلد2، حصہ 11، صفحہ 616)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

24 شوال المکرم 1447ھ / 13 اپریل 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن
Fiqhi Masail Group
AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

ریاض الجنہ کے پرمٹ کی خرید و فروخت

فتوی نمبر: 2956

سوال: آج کل ریاض الجنہ میں جانے کے لیے پرمٹ لینا پڑتا ہے ایک بار پرمٹ لینے کے بعد دوسری بار فورا نہیں ملتا تو لوگ 30 سے 50 ریال تک میں پرمٹ بیچتے ہیں کیا وہ خرید سکتے ہیں؟

سائل: شکیلہ فیصل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

ریاض الجنہ کے پرمٹ کی خرید و فروخت ناجائز و گناہ اور رشوت کے حکم میں ہے۔ تفصیل یہ کہ وہ پرمٹ ایک عارضی حق ہے شرعا مال نہیں جس کی خرید و فروخت ہو سکے، نہ ہی اس پر اجارہ ہو سکتا ہے کہ حق کو کرایہ پر دینا جائز نہیں بلکہ یہ رشوت ہے کہ اپنا کام نکلوانے کے لیے کچھ رقم دی جا رہی ہوتی ہے نیز اس میں قانونی جرم اور دھوکے کی صورت بھی پائی جا رہی ہے۔ عنایہ شرح ھدایہ میں ہے: "وبیع الحقوق بالانفراد لا یجوز" یعنی: حقوق کی انفرادی طور پر بیع ناجائز ہے۔ (عنایہ شرح ھدایہ، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، جلد 6، صفحہ 430، دار الفکر)

فتاوی رضویہ میں ہے: "جو پرایا حق دبانے کے لیے دیا جائے رشوت ہے یونہی جو اپنا کام بنانے کے لیے حاکم کو دیا جائے رشوت ہے" (فتاوی رضویہ، جلد 23، صفحہ 597)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

18 شوال المکرم 1447ھ / 07 اپریل 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

مال ملائے بغیر کسی کو نفع میں شریک کرنا

فتوی نمبر: 2979

سوال: ایک شخص نے دوسرے کو مال دلایا اب جس نے مال خریدا اس نے دلانے والے سے کہا کہ میں نے اس مال میں تمہیں 25٪ کا پارٹنر بنالیا ہے جب بکے گا تمہیں نفع دوں گا دلانے والے نے کوئی رقم نہیں دی نہ ہی دینی ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

سائل: محمد یوسف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

معلوم کی گئی صورت میں مال دلانے والا اس مال اور نفع میں شریک نہیں ہو گا، یہ کل مال خریدنے والے کا ہے اور نفع بھی اسی کا ہو گا کیونکہ صرف بول دینے سے کوئی مال میں شریک نہیں ہوتا بلکہ شرکت کے لیے شرط ہے کہ دوسرا بھی اپنا مال ملائے۔ محیط برہانی میں ہے:" إذا اشترى الرجل شيئاً، فقال له آخر: أشركني فيه، فأشركه؛ هذا بمنزلة البيع، فإن كان قبل أن يقبض الذي اشترى لم يصح؛ لأن الشركة تقتضي التسوية، فمعنى قوله: أشركك فيه سويتك بنفسي فيه، وذلك تمليك النصف منه معنى قولنا: إنه بمنزلة البيع، وبيع المنقول قبل القبض لا يجوز، وإن كان ذلك بعد القبض، فإن عرف مقدار الثمن جاز "یعنی: اگر کسی آدمی نے کوئی چیز خریدی، پھر دوسرے شخص نے اس سے کہا: مجھے بھی اس میں شریک کر لو، اور اس نے اسے شریک کر لیا، تو یہ معاملہ بیع کے قائم مقام ہو گا۔ پس اگر یہ شرکت اس وقت ہوئی جب خریدار نے ابھی وہ چیز قبضہ میں نہیں لی تھی، تو یہ صحیح نہیں ہوگی؛ کیونکہ شرکت برابری کا تقاضا کرتی ہے۔ لہٰذا میں تمہیں اس میں شریک کرتا ہوں کا مطلب یہ ہے کہ میں نے تمہیں اس چیز میں اپنے برابر کر دیا، اور یہ درحقیقت اس چیز کے نصف کا مالک بنانا ہے۔ اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ یہ بیع کے قائم مقام ہے، اور منقول چیز کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہوتا۔ اور اگر یہ شرکت قبضہ کے بعد ہو، تو اگر ثمن کی مقدار معلوم ہو تو یہ جائز ہو گی۔ (محیط برہانی، کتاب الشرکۃ، جلد 6، صفحہ 14، دار الکتب العلمیہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

10 ذوالقعدۃ الحرام 1447ھ / 28 اپریل 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

جائز / ناجائز

گیم کے پیسے دے کر انعام حاصل کرنا

فتوی نمبر:2902

سوال: ہمارے اسکول میں ایک پروگرام ہوا جہاں بچوں نے ایک گیم رکھا کہ ایک ٹاور بنایا اور اس کو دو بال پھینک کر گرانا تھا اگر گر گیا تو انعام ملے گا اس گیم کو کھیلنے کے 30 روپے رکھے گئے تھے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

سائل: ام آمنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

یہ گیم جوئے پر مشتمل ہے جو کہ ناجائز و گناہ ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ اولا تو ایسا گیم کھیلنا لہو و لعب ہے اور پھر اس گیم کے پیسے لینا ناجائز و گناہ اور پھر اپنے پیسے کو خطرے میں ڈال کر انعام حاصل کرنا خالص جوا ہے جو کہ حرام ہے، لہذا جن بالغ افراد نے اس گیم کی اجازت دی، اس سے راضی ہوئے اور جنھوں نے کھیلا سب پر توبہ لازم، گیم رکھنے والوں نے جو پیسے لیے وہ جن سے لیے ان کو واپس کریں یا ان کو راضی کر کے معاف کروالیں اور جن کا پتا نہ چلے ان کی طرف سے شرعی فقیر کو صدقہ کر دیں اور جن لوگوں نے انعام حاصل کیا ان پر لازم ہے کہ وہ واپس کریں یا شرعی فقیر کو صدقہ کریں، ہاں اگر انعام کی مالیت بھی گیم کے پیسوں جتنی ہے تو اب یہ اس کا بدل ہو گیا اور فقط توبہ لازم رہے گی۔ فتاوی رضویہ میں ہے:"جس قدر مال جوئے میں کمایا محض حرام ہے اور اس سے بَراءَت کی یہی صورت ہے کہ جِس جِس سے جتنا جتنا مال جیتا ہے اُسے واپَس دے، یا جیسے بنے اُسے راضی کر کے مُعاف کرا لے۔ وہ نہ ہو تو اُس کے وارِثوں کو واپَس دے، یا اُن میں جو عاقِل بالغ ہوں ان کا حصّہ اُن کی رِضامندی سے مُعاف کرا لے۔ باقیوں کا حصّہ ضَرور انہیں دے کہ اِس کی مُعافی ممکن نہیں، اور جن لوگوں کا پتا کسی طرح نہ چلے، نہ اُن کا، نہ اُن کے وَرَثہ کا، اُن سے جس قَدَر جیتا تھا اُن کی نیّت سے خیرات کر دے، اگرچِہ اپنے محتاج بہن بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں کو دے دے۔۔۔ غَرَض جہاں جہاں جس قَدَر یاد ہو سکے کہ اِتنا مال فُلاں سے ہار جیت میں زیادہ پڑا تھا، اُتنا تو انہیں یا اُن کے وارِثوں کو دے، یہ نہ ہوں تو اُن کی نیّت سے تصدُّق کرے، اور زیادہ پڑنے کے یہ معنیٰ کہ مَثَلاً ایک شخص سے دس بار جُوا کھیلا کبھی یہ جیتا کبھی یہ، اُس (یعنی سامنے والے جواری) کے جیتنے کی مقدار مَثَلاً سو روپے کو پہنچی، اور یہ سب دَفعہ کے مِلا کر سوا سو جیتا، تو سو سو برابر ہو گئے، پچیس اُس کے دینے رہے۔ اِتنے ہی اسے واپس دے۔ وَعَلٰی ھٰذَا القِیاس (یعنی اور اسی پر قیاس کر لیجئے) اور جہاں یاد نہ آئے کہ کون کون لوگ تھے اور کتنا لیا، وہاں زیادہ سے زیادہ تخمینہ لگائے کہ اِس تمام مدّت میں کس قَدَر مال جوئے سے کمایا ہو گا اُتنا مالکوں کی نیّت سے خیرات کر دے، عاقِبت یونہی پاک ہو گی۔" (فتاوی رضویہ، جلد 19، صفحہ 651)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

05 شعبان المعظم 1447ھ / 25 جنوری 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

چمگادڑ حلال ہے یا حرام

فتوی نمبر: 2906

سوال: آج کل کچھ ملکوں میں نیپا وائرس پھیلا ہوا ہے جو چمگادڑ کے لعاب یا بیٹ وغیرہ سے بھی پھیلتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ چمگادڑ حرام پرندہ ہے کیونکہ حدیث میں دانت سے شکار کرنے والے پرندہ کو حرام کہا ہے؟

سائل: ڈاکٹر عظمت خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

چمگادڑ حلال پرندہ ہے کیونکہ اس کے دانت تو ہوتے ہیں مگر یہ دانت سے شکار نہیں کرتا اور اس کی بیٹ بھی پاک ہے۔ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے چمگادڑ کی حلت و حرمت سے متعلق سوال ہوا تو ارشاد فرمایا: "چمگادڑ چھوٹا ہو یا بڑا جسے ان دیار میں باگل کہتے ہیں، اس کی حلت حرمت ہمارے علمائے کرام رحمہ اللہ تعالٰی میں مختلف فیہ ہے بعض اکابر نے اس کے کھانے سے ممانعت فرمائی ہے اس وجہ سے کہ وہ ذی ناب ہے، **مگر قواعد حنفیہ کے موافق وہی قول حلت ہے**، مطلقًا دانت موجب نہیں بلکہ وہ دانت جن سے جانور شکار کرتا ہو، ظاہر ہے کہ چمگادڑ پرند شکاری نہیں، ولہذا در مختار میں قول حرمت کی تضعیف فرمائی"

(فتاوی رضویہ، جلد 20، صفحہ 319)

شامی میں ہے: "بول الخفافیش وخرؤھا لیس بنجس" یعنی: چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ پاک ہے۔

(شامی، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، جلد 1، صفحہ 574، دار المعرفہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

12 شعبان المعظم 1447ھ / 01 فروری 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن
Fiqhi Masail Group
AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

سود کی رقم جو صدقہ کرنی ہے وہ بیٹے کو دینا

فتوی نمبر: 2910

سوال: سود کی رقم جو بغیر ثواب کی نیت کے صدقہ کرنی ہوتی ہے وہ اپنی والدہ یا بھائی بہن کو دے سکتے ہیں؟

سائل: گل محمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جس نے کسی سے سود لیا ہو اس کے لیے حکم یہی ہے کہ وہ سود کی رقم بغیر ثواب کی نیت کے شرعی فقیر کو صدقہ کر دے، یہ رقم بہن بھائی بلکہ اصول (ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ) وفروع (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی وغیرہ) کو بھی دی جا سکتی ہے جب کہ وہ شرعی فقیر ہوں۔ عالمگیری میں شبہ والے مال سے متعلق ہے: "له مال فيه شبهة اذا تصدق به على ابيه يكفيه ذلك ولا يشترط التصدق على الاجنبي" یعنی: کسی کے پاس شبہ والا مال ہو جب وہ اسے اپنے باپ پر صدقہ کر دے تو یہ کافی ہے اور اجنبی پر صدقہ کرنا ضروری نہیں۔ (عالمگیری، کتاب الکراھیہ، جلد 5، صفحہ 349، دار الفکر)

فتاوی رضویہ میں عالمگیری کی عبارت کے حوالے سے ہے: "جب یہ حکم اس میں ہے کہ جس کا یہ مالک ہے اور جس کا یہ مالک نہیں تو اس میں اجرائے حکم زیادہ واضح اور زیادہ بہتر ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 23، صفحہ 550)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

23 شعبان المعظم 1447ھ / 12 فروری 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

کشمیری / گھنگرو والی چوڑیاں

فتوی نمبر: 2939

سوال: آج کل خواتین میں کشمیری چوڑیاں بہت عام ہیں جن میں گھنگرو ہوتے ہیں ان کی خرید وفروخت اور ان کو پہننا کیسا؟

سائل: بنت علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کشمیری یا گھنگرو والی چوڑیوں میں آواز پیدا ہوتی ہے لہذا عورت کا ایسی چوڑیاں پہن کر نامحرم کے سامنے اس کو ظاہر کرنا یا اس کو اس طرح استعمال کرنا کہ نامحرم تک اس کی آواز پہنچے، یہ ممنوع ہے البتہ محارم یا شوہر کے سامنے پہنے تو جائز ہے، اسی طرح اس کی خرید وفروخت بھی جائز ہے کیونکہ یہ گناہ کے لیے متعین نہیں۔ اللہ پاک فرماتا ہے: "وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ" ترجمہ: اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹوں یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں (کے سامنے)۔ (النور: 31)

فتاوی رضویہ میں ہے: "بجنے والا زیور عورت کے لئے اس حالت میں جائز ہے کہ نامحرموں مثلاً خالہ ماموں چچا پھوپھی کے بیٹوں، جیٹھ، دیور، بہنوئی کے سامنے نہ آتی ہو، نہ اس کے زیور کی جھنکار نامحرم تک پہنچے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿ولا یبدین زینتهن الا لبعولتهن۔۔ الایۃ﴾ ترجمہ: "عورتیں اپنا سنگار شوہر یا محرم کے سوا کسی پر ظاہر نہ کریں"۔ اور فرماتا ہے: ﴿ولا یضربن بارجلهن لیعلم مایخفین من زینتهن﴾ ترجمہ: عورتیں پاؤں دھمک کر نہ رکھے کہ ان کا چھپا ہوا سنگار ظاہر ہو۔" فائدہ: یہ آیہ کریمہ جس طرح نامحرم کو گہنے کی آواز پہنچنا منع فرماتی ہے، یونہی جب آواز نہ پہنچے، اس کا پہننا عورتوں کے لئے جائز بتاتی ہے، کہ دھمک کر پاؤں رکھنے کو منع فرمایا، نہ کہ پہننے کو۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 22، صفحہ 128)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

17 رمضان المکرم 1447ھ / 07 مارچ 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

زندگی بھر کی نیکیاں ایصال کرنا

فتوی نمبر: 2965

سوال: اگر کسی نے کہا کہ میں نے اپنی زندگی بھر کی نیکیاں آپ کو ایصال کیں تو ایسا کہنا کیسا؟ اگر ساری نیکیاں ایصال کرنے کے فورا بعد کسی کا انتقال ہو گیا تو اس کی بخشش کیسے ہو گی؟

سائل: بنت مشتاق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

ایصال ثواب کرنے میں تعداد کی کوئی قید نہیں، اپنی عمر بھر کی نیکیاں ایصال ثواب کرنا بالکل جائز ہے اور یہ سوچنا کہ اگر ساری نیکیاں ایصال کر دیں تو ایصال کرنے والے کا کیا ہو گا یہ غلط فہمی ہے کیونکہ ایصال ثواب کرنے سے اپنے نامہ اعمال سے نیکیاں کم نہیں ہو جاتیں بلکہ جتنوں کو ایصال ثواب کرے گا اتنوں کی تعداد کے برابر ایصال ثواب کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا۔ بہار شریعت میں ہے: "نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ہر قسم کی عبادت اور ہر عمل نیک فرض و نفل کا ثواب مُردوں کو پہنچا سکتا ہے، اُن سب کو پہنچے گا اور اس کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہو گی، بلکہ اُس کی رحمت سے امید ہے کہ سب کو پورا ملے یہ نہیں کہ اُسی ثواب کی تقسیم ہو کر ٹکڑا ٹکڑا ملے۔ بلکہ یہ امید ہے کہ اس ثواب پہنچانے والے کے لیے اُن سب کے مجموعے کے برابر ملے مثلاً کوئی نیک کام کیا، جس کا ثواب کم از کم دس ملے گا، اس نے دس مُردوں کو پہنچایا تو ہر ایک کو دس دس ملیں گے اور اس کو ایک سو دس اور ہزار کو پہنچایا تو اسے دس ہزار دس و علیٰ ہذا القیاس۔" (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 4، صفحہ 850)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

24 شوال المکرم 1447ھ / 13 اپریل 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

وزیر اعظم اپنا گھر پروگرام

فتوی نمبر:2984

سوال: آج کل کچھ اسلامک بینکیں شرکت پر گھر دیتی ہیں جس میں کچھ پرسنٹ گھر لینے والا ملاتا ہے اور باقی بینک دیتی ہے اس کے علاوہ کنوینشنل بینکیں سود پر گھر بنانے کے لیے قرض دیتی ہیں ان سے یہ سہولت لینا کیسا؟

سائل: نعمان مدنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

جس شخص کے پاس اپنا ذاتی گھر نہ ہو اور اس کے پاس رقم کی کوئی اور جائز صورت بھی نہ ہو تو اس کو کنوینشنل بینک (conventional) سے سود پر ایک گھر کے لیے قرض لینے کی علمانے اجازت دی کیونکہ ایک ذاتی گھر جس میں سردی گرمی سے بندے کی حفاظت ہو سکے انسان کی حاجت اصلیہ میں سے ہے، اب چونکہ حکومت کی طرف سے اسلامی بینکوں کے ذریعے شراکت پر گھر کی صورت بن رہی ہے تو ان سے شرکت پر گھر لینا جائز ہے کیونکہ شرکت والی صورت میں اگرچہ بعض اسلامی بینکوں میں کچھ شرعی قباحتیں ہو سکتی ہیں مگر سود سے کم ہیں لہذا اب کنوینشنل بینک سے سودی قرض لینے کے بجائے شرکت پر کسی اسلامی بینک سے ایک گھر کے لیے عقد کیا جا سکتا ہے بلکہ اسی کو ترجیح دی جائے اور سودی قرض سے بچا جائے۔ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”سود جس طرح لینا حرام ہے، دینا بھی حرام ہے۔ مگر شریعت مطہرہ کا قاعدہ مقررہ ہے کہ الضرورات تبیح المحظورات، اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ محتاج کو سودی قرض لینا جائز ہے۔ اقول: محتاج کے یہ معنی جو واقعی حقیقی ضرورت قابل قبول شرع رکھتا ہو کہ نہ اس کے بغیر چارہ ہو، نہ کسی طرح بے سودی روپیہ ملنے کا یارا، ورنہ ہرگز جائز نہ ہوگا، جیسے لوگوں میں رائج ہے کہ اولاد کی شادی کرنی چاہی، سو روپے پاس ہیں، ہزار روپے لگانے کو جی چاہا، نو سو سودی نکلوائے یا مکان رہنے کو موجود ہے دل پکے محل کو ہوا، سودی قرض لے کر بنایا، یا سو، دو سو کی تجارت کرتے ہیں قوت اہل وعیال بقدر کفایت ملتا ہے، نفس نے بڑا سوداگر بننا چاہا، پانچ چھ سو، سودی نکلوا کر لگا دیئے یا گھر میں زیور وغیرہ موجود ہے جسے بیچ کر روپیہ حاصل کر سکتے ہیں، نہ بیچا بلکہ سودی قرض لیا، وعلی ھذا القیاس صدہا صورتیں ہیں کہ یہ ضرورتیں نہیں، تو ان میں حکم جواز نہیں ہو سکتا اگرچہ لوگ اپنے زعم میں ضرورت سمجھیں۔“ (فتاوی رضویہ، جلد17، صفحہ 298، 299)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابوالبنات فراز عطاری مدنی

20 ذوالقعدۃ الحرام 1447ھ / 08 مئی 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

امتحان ختم ہونے پر یونیفارم پر سیاہی (ink) پھینکنا

فتوی نمبر: 2990

سوال: بورڈ کے امتحان ختم ہونے پر طلبا ایک دوسرے کے یونیفارم پر سیاہی پھینکتے ہیں ایسا کرنا کیسا؟

سائل: علی رضا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

امتحانات ختم ہوئے ہوں یا کوئی اور موقع ہو؛ اپنا یا کسی اور کا لباس جان بوجھ کر خراب کرنا شرعا اور اخلاقا دونوں طرح برا ہے بلکہ دوسرے کے لباس کو خراب کرنے میں دل آزاری کا بھی پہلو ہے اور سیاہی (ink) چونکہ مال ہے اور اس میں مال کو ضائع کرنا پایا جاتا ہے اور مال کا ضائع کرنا ناجائز ہے لہذا اس اعتبار سے یونیفارم پر سیاہی پھینکنا جائز نہیں۔ فتاوی رضویہ میں ہے: "اسراف کہ ناجائز و گناہ ہے صرف دو صورتوں میں ہوتا ہے، ایک یہ کہ کسی گناہ میں صرف و استعمال کریں دوسرے بیکار محض مال ضائع کریں۔" (فتاوی رضویہ، جلد 1، حصہ دوم، صفحہ 940)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

24 ذوالقعدۃ الحرام 1447ھ / 12 مئی 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

Acrylic Nails

فتوی نمبر: 2988

سوال: آج کل خواتین ناخنوں کے اوپر خوبصورتی کے لیے نقلی ناخن لگاتی ہیں جس کو acrylics nails کہتے ہیں اور یہ چپکائے جاتے ہیں جو بعض اوقات مہینے یا اس سے زیادہ چپکے رہتے ہیں اور اس کو اتارنے میں مشکل ہوتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟

سائل: بنت عثمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

خوبصورتی کے لیے ایسے ناخن لگانا جس سے وضو یا غسل میں پانی نیچے ناخنوں تک نہ پہنچے جائز نہیں۔ فتح القدیر میں ہے: "یجب ایصال الماء الی ماتحته ان طال الظفر" یعنی: لمبے ناخنوں کے نیچے پانی بہانا فرض ہے۔

(فتح القدیر، کتاب الطہارات، جلد 1، صفحہ 16، دار الفکر)

بہار شریعت میں ہے: "ہر قسم کے جائز، ناجائز گہنے، چھلّے، انگوٹھیاں، پُہنچیاں، کنگن، کانچ، لاکھ وغیرہ کی چوڑیاں، ریشم کے لچھّے وغیرہ اگر اتنے تنگ ہوں کہ نیچے پانی نہ بہے تو اُتار کر دھونا فرض ہے۔"

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 2، صفحہ 290)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

29 ذوالقعدۃ الحرام 1447ھ / 17 مئی 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

وراثت

بیوی بیٹا ماں والد اور بہن میں وراثت

فتوی نمبر: 2953

سوال: ایک شخص کا انتقال ہوا اس کے وارثین میں بیوہ، ایک بیٹا، ماں، والد اور حقیقی بہن ہیں اس کی وصیت کچھ نہیں نہ ہی اس پر کوئی قرض ہے ان میں وراثت کیسے تقسیم ہو گی؟

سائل: زاہد مدنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

سائل کی طرف سے دی گئی معلومات اگر درست ہیں تو کل مال کے 24 حصے ہوں گے جس میں سے ماں کو 4، باپ کو 4، بیوہ کو 3 اور بیٹے کو 13 حصے ملیں گے، بہن محروم ہو جائے گی۔ اللہ پاک فرماتا ہے: "وَلِاَبَوَیۡهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنۡ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ" ترجمہ: اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا اگر میت کے اولاد ہو۔۔۔۔ فَاِنۡ كَانَ لَكُمۡ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ "ترجمہ: پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے۔ (النساء، 11، 12)

بہار شریعت میں ہے: "حقیقی بھائی بہن ہوں یا باپ شریک سب کے سب بیٹے یا پوتے (نیچے تک) اور باپ کے ہوتے ہوئے بالاتفاق محروم رہتے ہیں۔" (بہار شریعت، جلد 3، حصہ 20، صفحہ 1126)

مسئلہ از 24 میت

بیوہ	ماں	باپ	بیٹا	بہن
ثمن	سدس	سدس	عصبہ	محروم
3	4	4	13	

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

14 شوال المکرم 1447ھ / 03 اپریل 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

شوہر 2 بیٹیاں اور پوتے میں وراثت تقسیم

فتوی نمبر: 2954

سوال: ایک عورت کا انتقال ہوا اس کے ورثا میں اس کا شوہر دو بیٹیاں اور پوتا ہے وراثت کیسے تقسیم ہو گی؟

سائل: طیبہ لطیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

سوال میں دی گئی معلومات اگر درست ہے تو تجہیز و تکفین، قرض ہونے کی صورت میں اس کی ادائیگی اور بچ جانے والے مال سے وصیت ہونے کی صورت میں تہائی سے اس کے نفاذ کے بعد جو بچا اس کے 12 حصے ہوں گے جس میں سے 3 حصے شوہر کے، 4 4 حصے بیٹیوں کے اور ایک حصہ پوتے کا ہو گا۔ اللہ پاک فرماتا ہے: "فَاِنۡ كُنَّ نِسَآءً فَوۡقَ اثۡنَتَيۡنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ" ترجمہ: پھر اگر صرف لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر تو ان کے لئے ترکے کا دو تہائی حصہ ہو گا۔۔۔ فَاِنۡ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ" ترجمہ: پھر اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہارے لئے چوتھائی حصہ ہے۔ (النساء: 11)

مسئلہ از 12 میت

شوہر	2بیٹیاں	پوتا
ربع	ثلثان	عصبہ
3	8	1

لکل: 4

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

14 شوال المکرم 1447ھ / 03 اپریل 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

ایڈوانس فیس لینے والا انتقال کر جائے

فتوی نمبر: 2964

سوال: جو لوگ ٹیوشن پڑھاتے ہیں وہ بعض اوقات ایڈوانس فیس لیتے ہیں اگر کسی نے فیس لے لی ہو اور اسی دوران اس کا انتقال ہو جائے تو اس ایڈوانس فیس کا کیا حکم ہو گا؟ بالفرض گھر والوں کو معلوم نہ ہو کہ کہاں کہاں پڑھاتے تھے اور کس سے فیس لی ہے تو اب کیا کیا جائے؟

سائل: نعیمہ اختر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

اولا یہ یاد رکھیں کہ ایڈوانس فیس لینے کے بعد اگر کسی کا انتقال ہو جائے تو جتنے عرصہ کی فیس مرنے والے پر باقی ہے وہ قرض ہو گی اور قرض کا حکم یہ ہے کہ میت کی تجہیز و تکفین کے بعد اس کا قرض اتارا جائے گا، لہذا ورثا کو چاہیے کہ معلومات کریں کہ مرنے والا کہاں کہاں پڑھاتا تھا اور کس کس کی فیس ایڈوانس لے چکا تھا پھر بقیہ عرصہ کا حساب کر کے رقم ان کو واپس کی جائے۔ فی زمانہ معلومات کرنا اتنا مشکل نہیں، بالفرض یہ معلوم ہو کہ کتنے افراد کی کتنی فیس بقیہ بنتی ہے مگر افراد معلوم نہ ہوں تو اتنی رقم الگ کر دی جائے اور کسی صورت پتا نہ چل سکے تو شرعی فقیر کو صدقہ کر دی جائے، اور اگر فیس اور افراد کا کچھ پتا نہ ہو تو ورثا ترکہ تقسیم کر سکتے ہیں لیکن کبھی معلوم ہو جائے تو ورثا کو اپنی اپنے حصے کے مطابق ادائیگی کرنی ہو گی۔ بہار شریعت میں ہے: "میّت پر کچھ دَین ہے مگر اتنا نہیں کہ پورے ترکہ کو مستغرق ہو، تو جب تک دَین ادا نہ کر لیا جائے، تقسیمِ ترکہ و مصالحت کو موقوف رکھنا چاہیے، کیونکہ ادائے دَین میراث پر مقدم ہے، پھر بھی اگر ادا کرنے سے پہلے تقسیم و مصالحت کر لیں اور دَین ادا کرنے کے لیے کچھ ترکہ جدا کر دیں، تو یہ تقسیم و مصالحت صحیح ہے، مگر فرض کرو کہ وہ مال جو دَین ادا کرنے کے لیے رکھا تھا، اگر ضائع ہو جائے گا تو تقسیم توڑ دی جائے گی اور ورثہ سے ترکہ واپس لے کر دَین ادا کیا جائے گا۔"

(بہارِ شریعت، جلد2، حصہ 13، صفحہ1152)

شامی میں ہے: "وإن علم الوارث دين مورثه والدين غصب أو غيره فعليه أن يقضيه من التركة،۔۔۔ وإن لم يجد المديون ولا وارثه صاحب الدين ولا وارثه فتصدق المديون أو وارثه عن صاحب الدين برئ فی الآخرة" یعنی: اور اگر وارث کو معلوم ہو اپنے مورث کے قرض کے بارے میں چاہے دین غصب ہو یا اس کے علاوہ، وارث پر لازم ہے کہ قرض کو ترکہ سے ادا کرے اور اگر مقروض یا اس کے وارث کو قرض خواہ یا قرض خواہ کا وارث نہ ملے تو مقروض یا اس کا وارث، قرض خواہ کی طرف سے صدقہ کر دے، مورث آخرت میں اس سے بری ہو جائے گا۔

(شامی، کتاب اللقطۃ، جلد6، صفحہ 434، دار المعرفہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

24 شوال المکرم 1447ھ / 13 اپریل 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

ماں باپ اور بھائی بہنوں میں وراثت

فتوی نمبر: 2968

سوال: میرے ماموں کا انتقال ہو گیا وہ کنوارے تھے ان کے والدین حیات ہیں اور ان کے تین بھائی دو بہنیں ہیں تو وراثت کیسے تقسیم ہو گی؟

سائل: محمد طاہر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اگر آپ کی دی ہوئی معلومات درست ہیں تو تجہیز و تکفین، قرض ہو تو اس کی ادائیگی، وصیت کی ہو تو تہائی سے اس کے نفاذ کے بعد کل مال کے 6 حصے ہوں گے جس میں سے 5 مرحوم کے والد کو ملیں گے اور 1 مرحوم کی والدہ کو، مرحوم کے بھائی بہنوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ بہار شریعت میں ہے: ”حقیقی بھائی بہن ہوں یا باپ شریک سب کے سب بیٹے یا پوتے (نیچے تک) اور باپ کے ہوتے ہوئے بالاتفاق محروم رہتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک دادا کے ہوتے ہوئے بھی محروم ہو جاتے ہیں اور فتویٰ اسی پر ہے۔“ (بہار شریعت، جلد 3، حصہ 20، صفحہ 1126)

مسئلہ از 6 میــــــــــــــــــت

2 بہنیں	3 بھائی	باپ	ماں
محروم	محروم	سدس مع عصبہ	سدس
		5	1

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

28 شوال المکرم 1447ھ / 17 اپریل 2026ء

وصیت نافذ کرنے سے پہلے اخراجات مائنس کرنا

فتوی نمبر: 2976

سوال: میرے شوہر کا انتقال ہوا یوکے میں ان کا گھر تھا وہ ابھی بکا ہے ایک سال سے خالی تھا اس کا بل وغیرہ اور ٹیکس بھرا گیا ہے شوہر کی وصیت تھی کہ ایک تہائی مال دعوت اسلامی کو دے دیا جائے ورثا میں ان کی بیوہ، والدین، 1 بھائی اور دو بہنیں ہیں اب جو اخراجات ہوئے وہ وصیت پر عمل سے پہلے نکالے جا سکتے ہیں اور حصے کیسے ہوں گے؟

سائل: بنت لیاقت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

میت کے مال سے چار حقوق متعلق ہوتے ہیں، تجہیز و تکفین، قرض کی ادائیگی، تہائی سے وصیت کا نفاذ اور وارثت کی تقسیم، ان چاروں میں باہم ترتیب بھی ضروری ہے، لہذا آپ پر لازم ہے کہ پہلے ایک تہائی مال سے وصیت کی ادائیگی کریں پھر وارثین میں مال تقسیم کریں۔ معلوم کی گئی صورت میں کل مال کے 12 حصے ہوں گے جس میں سے والد کو 7، والدہ کو 2 اور بیوہ کو 3 حصے ملیں گے، بھائی بہن محروم رہیں گے۔ اس گھر میں وارث کی جو ملکیت ہے اخراجات بھی اسی حساب سے تقسیم ہوں گے لیکن باہم رضامندی سے کم زیادہ دینا چاہیں تو بھی جائز ہے۔ سراجی میں ہے: "تتعلق المیت حقوق اربعة مرتبة، الاول: یبداء بتکفینہ وتجھیزہ من غیر تبذیر ولا تقصیر ثم تقضی دیونہ من جمیع مابقی من مالہ ثم تنفذ وصایاہ من ثلث مابقی بعد الدین، ثم یقسم الباقی بین ورثتہ بالکتاب والسنة واجماع الامّة" یعنی: میت سے متعلق چار حقوق ترتیب وار ہیں، پہلا بغیر افراط تفریط کے کفن دفن سے ابتدا کرنا پھر باقی سارے مال میں سے قرض ادا کرنا پھر تہائی سے وصیت نافذ کرنا پھر جو بچ جائے اس کی قرآن و حدیث و اجماع کے مطابق تقسیم۔ (سراجی، صفحہ 11، مکتبہ المدینہ)

بہار شریعت میں ہے: "شرکتِ ملک میں ہر ایک اپنے حصہ میں تصرف کر سکتا ہے اور دوسرے کے حصہ میں بمنزلہ اجنبی ہے۔"

(بہار شریعت، جلد 2، حصہ 10، صفحہ 490)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

09 ذوالقعدۃ الحرام 1447ھ / 27 اپریل 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

متفرق

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن
Fiqhi Masail Group
AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY

پتنگ کی ڈور پھرنے سے موت

فتوی نمبر: 2911

سوال: اگر کسی کی موت پتنگ کی ڈور پھرنے سے ہو تو یہ قتل کی کون سی قسم ہو گی؟

سائل: محمد شان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر کسی کی موت پتنگ کی ڈور پھرنے سے ہوئی تو یہ قتل بالسبب ہے کہ اس موت کا سبب وہ شخص ہے جس نے ایسی تیز ڈور کا استعمال کیا۔ اس قتل میں نہ قتل کا گناہ ہے نہ کفارہ البتہ عصبہ کے ذمہ دیت ہے اور اس شخص پر اس بے احتیاطی کا گناہ ہے۔ بہار شریعت میں ہے: "قتل بالسبب، جیسے کسی شخص نے دوسرے کی ملک میں کنواں کھدوایا، یا پتھر رکھ دیا، یا راستہ میں لکڑی رکھ دی اور کوئی شخص کنویں میں گر کر یا پتھر وغیرہ یا لکڑی سے ٹھوکر کھا کر مر گیا۔ اس قتل کا سبب وہ شخص ہے جس نے کنواں کھودا تھا اور پتھر وغیرہ رکھ دیا تھا۔ اس صورت میں اس کے عصبہ کے ذمے دیت ہے۔ قاتل پر نہ کفارہ ہے نہ قتل کا گناہ، اس کا گناہ ضرور ہے کہ پرائی ملک میں کنواں کھدوایا یا وہاں پتھر رکھ دیا۔" (بہار شریعت، جلد 3، حصہ 18، صفحہ 780)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

23 شعبان المعظم 1447ھ / 12 فروری 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

اپنا نقصان کسی اور میں ایڈجیسٹ کر کے حکومت سے رقم لینا

فتوی نمبر: 2913

سوال: گل پلازہ کی آگ میں حکومت نے ہم سے ہمارا نقصان پوچھا تو ہم نے بتایا اب حکومت ہمیں پیسے کم کر کے دے رہی ہے تو کیا ہم اپنا باقی نقصان کسی اور میں لکھوا کر اپنا باقی پیسہ لے سکتے ہیں؟

سائل: محمد عقیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

معلوم کی گئی صورت جھوٹ اور دھوکہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز اور گناہ ہے۔ مسلم شریف میں ہے: "من غش فلیس منی" ترجمہ: جو دھوکہ دے وہ مجھ سے نہیں۔

(مسلم، کتاب الایمان، جلد1، صفحہ99، حدیث102، دار احیاء التراث العربی)

فتاوی رضویہ میں ہے: "غدر و بدعہدی مطلقا سب سے حرام ہے، مسلم ہو یا کافر"

(فتاوی رضویہ، جلد14، صفحہ139)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابوالبنات فراز عطاری مدنی

23 شعبان المعظم 1447ھ / 12 فروری 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

ہوائی فائرنگ کی گولی سے قتل

فتوی نمبر: 2947

سوال: اگر کسی نے ہوائی فائرنگ کی اور گولی کسی کو آکر لگی اور وہ مر گیا تو یہ کون سا قتل ہے؟

سائل: بابر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

معلوم کی گئی صورت قتل خطا کی ہے، اس میں قاتل پر کفارہ اور اس کے عصبہ (قریبی رشتے داروں) پر دیت واجب ہے جو تین سال میں ادا کی جائے گی، اس میں قاتل پر اگرچہ قتل کا گناہ نہیں مگر ایسے آلہ کو بے احتیاطی سے استعمال کرنے اور قانون کی خلاف ورزی کرنے پر توبہ لازم ہے۔ بہار شریعت میں ہے: ” تیسری قسم قتل خطا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اس کے گمان میں غلطی ہوئی، مثلاً اس کو شکار سمجھ کر قتل کیا اور یہ شکار نہ تھا بلکہ انسان تھا یا حربی یا مرتد سمجھ کر قتل کیا حالانکہ کہ وہ مسلم تھا دوسری صورت یہ ہے کہ اس کے فعل میں غلطی ہوئی مثلاً شکار پر یا چاند ماری پر گولی چلائی اور لگ گئی آدمی کو کہ یہاں انسان کو شکار نہیں سمجھا بلکہ شکار ہی کو شکار سمجھا اور شکار ہی پر گولی چلائی مگر ہاتھ بہک گیا۔ گولی شکار کو نہیں لگی بلکہ آدمی کو لگی، اسی کی یہ دو صورتیں بھی ہیں۔ نشانہ پر گولی لگ کر لوٹ آئی اور کسی آدمی کو لگی یا نشانہ سے پار ہو کر کسی آدمی کو لگی یا ایک شخص کو مارنا چاہتا تھا دوسرے کو لگی یا ایک شخص کے ہاتھ میں مارنا چاہتا تھا دوسرے کی گردن میں لگی یا ایک شخص کو مارنا چاہتا تھا مگر گولی دیوار پر لگی پھر ٹپا کھا کر لوٹی اور اس شخص کو لگی یا اس کے ہاتھ سے لکڑی یا اینٹ چھوٹ کر کسی آدمی پر گری اور وہ مر گیا یہ سب صورتیں قتل خطا کی ہیں۔ قتل خطا کا حکم یہ ہے کہ قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اس کے عصبہ پر دیت واجب ہے جو تین سال میں ادا کی جائے گی۔ قتل خطا کی دو صورتیں ہیں اور ان میں اس کے ذمے قتل کا گناہ نہیں۔ یہ تو ضرور گناہ ہے کہ ایسے آلہ کے استعمال میں اس نے بے احتیاطی برتی، شریعت کا حکم ہے کہ ایسے موقعوں پر احتیاط سے کام لینا چاہیے۔“ (بہار شریعت، جلد3، حصہ 18، صفحہ 779)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

05 شوال المکرم 1447ھ / 25 مارچ 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

مضاربت میں نقصان

فتوی نمبر: 2952

سوال: ہم نے ایک کاروبار شروع کیا ایک گروپ صرف سرمایہ فراہم کرتا ہے اور دوسرا گروپ کچھ سرمایہ بھی فراہم کرتا ہے اور اور سارے کاروبار کو وہی سنبھالتا ہے ہمارے درمیان 60 اور 40 فیصد نفع طے پایا کئی سال تک کاروبار میں نفع ہوا مگر اب کافی عرصہ سے نقصان ہو رہا ہے اب یہ نقصان کون برداشت کرے گا؟ دوسرے گروپ کے لیے سیلری بھی مقرر کی گئی تھی تو ان کا سیلری لینا کیسا؟

سائل: محمد یوسف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

معلوم کی گئی صورت میں نقصان کو سب سے پہلے ہونے والے سابقہ نفعوں سے پورا کیا جائے گا اگرچہ وہ نفع تقسیم ہو گیا ہو یعنی فریقین نفع کو واپس کر کے اصل سرمایہ کو پورا کریں گے، اگر اس سے نقصان پورا ہو جائے تو ٹھیک ورنہ بقیہ نقصان دونوں کے سرمایہ کے مطابق تقسیم ہو گا، اگر مضارب کا سارا مال ختم ہو جائے تو باقی نفع رب المال یعنی انوسیٹر کا ہو گا۔ مضارب کے لیے نفع کے علاوہ سیلری مقرر کرنا جائز نہیں۔ یہاں ایک بات یاد رہے کہ چونکہ مضارب نے اپنا مال بھی ملایا ہے لہذا مضاربت میں ہونے والا نفع پہلے مضارب اپنے راس المال کے تناسب سے لے گا اور باقی رہ جانے والا نفع دونوں کے درمیان طے شدہ کے مطابق تقسیم ہو گا۔ جو سیلری اس نے لی وہ واپس کرنی ہو گی۔ مجلۃ الاحکام میں ہے: "اذا خلط المضارب مال المضاربة بماله فيقسم الربح الحاصل على مقدار راس المال اى انه ياخذ ربح راس ماله ويقسم مال المضاربة بينه وبين رب المال على الوجه الذى شرطاه" یعنی: جب مضارب مضاربت کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا دے تو حاصل ہونے والا نفع دونوں کے سرمایہ کے تناسب سے تقسیم کیا جائے گا۔ یعنی مضارب اپنے ذاتی سرمایہ کے نفع کا مستحق ہو گا، اور مضاربت کا مال اس کے اور مالکِ مال کے درمیان اسی شرط کے مطابق تقسیم ہو گا جو دونوں نے طے کی تھی۔ (مجلۃ الاحکام العدلیہ، جلد 1 صفحہ 247)

ھدایہ میں ہے: "و ما هلك من مال المضاربة فهو من الربح دون رأس المال لأن الربح تابع و صرف الهلاك إلى ما هو التبع أولى كما يصرف الهلاك إلى العفو في الزكاة، فإن زاد الهالك على الربح فلا ضمان على المضارب لأنه أمين" یعنی: اور مضاربت کے مال میں سے جو کچھ ہلاک (ضائع) ہو جائے، تو وہ نفع میں سے شمار کیا جائے گا نہ کہ اصل سرمایہ میں سے، کیونکہ نفع تابع ہوتا ہے، اور ہلاکت کو تابع چیز کی طرف منسوب کرنا زیادہ مناسب ہے، جیسا کہ زکوٰۃ میں معاف شدہ حصے کی طرف ہلاکت کو منسوب کیا جاتا ہے۔ پھر اگر ہلاک ہونے والی مقدار نفع سے بھی زیادہ ہو جائے، تو مضارب پر کوئی ضمان (تاوان) لازم نہیں ہو گا، کیونکہ وہ امین (امانت دار) ہے۔

(ھدایہ، کتاب المضاربۃ، جلد 3، صفحہ 207، داراحیاء التراث)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

14 شوال المکرم 1447ھ / 03 اپریل 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

چند افراد کا بکرا ذبح کر کے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں نذر کرنا

فتوی نمبر: 2970

سوال: اگر چند افراد مل کر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں نذرانہ پیش کرنے کے لیے ایک بکرا قربان کریں تو ایسا کرنا درست ہو گا اور سب کو ثواب ملے گا؟

سائل: محمد انس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

چند افراد کا مل کر بکرا خریدنا اور ذبح کر کے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں بطور نذرانہ پیش کرنا نہ صرف جائز بلکہ اچھی نیت سے ثواب کا کام ہے اور ثواب بھی ملے گا۔ مفتی جلال الدین امجدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یہ جائز ہے کہ چند مسلمان شریک ہو کر ایک بکرا خریدیں اور اس کی قربانی سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نام یا کسی دوسرے بزرگ کے نام کریں، کوئی قباحت نہیں۔"

(فتاوی فیض الرسول، جلد 2، صفحہ 446، شبیر برادرز)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

02 ذوالقعدۃ الحرام 1447ھ / 20 اپریل 2026ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری

وظائف میں رجعت

فتوی نمبر:2972

سوال: وظائف میں رجعت کیا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں بغیر پوچھے وظائف پڑھنے سے یہ ہوتا ہے اور اس کا بہت نقصان ہے۔

سائل: محمد اکرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

رجعت پلٹنے اور لوٹنے کو کہتے ہیں۔ وظائف میں رجعت سے مراد یہ ہے کہ بعض وہ وظائف جو کسی عامل یا پیر صاحب کی اجازت پر موقوف ہوتے ہیں ان کو بغیر اجازت پڑھنے یا بعض اوقات بیان کی گئی تعداد سے زیادہ پڑھنے سے عمل لوٹ آتا ہے اور آزمائش وغیرہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے رجعت سے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: "ہاں ممکن ہے اور بارہا واقع ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 24، صفحہ 202)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو البنات فراز عطاری مدنی

04 ذوالقعدۃ الحرام 1447ھ / 22 اپریل 2026ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
الجواب صحیح
مفتی محمد انس رضا قادری